صوت النجف

حسین

لسماحة آية الله العظمى المرجع الديني الكبير الشيخ بشير حسين النجفي دام ظله الوارف

ماہانہ علمی سماجی رسالہ شمارہ ۱۳ محرم الحرام ۱۴۳۶ ھ

بانی

سماحۃ آیۃ اللہ العظمیٰ المرجع الدینی الکبیر الشیخ بشیر حسین النجفی

مدیر اعلیٰ

سماحۃ الشیخ علی النجفی

نائب مدیر اعلی

نصیر الدین

انتظامی مدیر

شیخ قیصر عباس

نظارت

سید تنویر عباس رضوی

سید نسیم نقوی

معاون

شیخ محمد تقی ہاشمی

شیخ محمد مجتبیٰ نجفی

لیاقت حسین

فوٹو گرافر

حسین الجبوری

رسالے کی سالانہ ممبرشپ حاصل کرنے کے لئے اس نمبر پر رابطہ کریں۔

00923125197082

اپنی تجاویز دینے کے لئے، ہمیں ای میل کریں۔

Email:m.urdu@alnajafy.com

009647601601182

صوت النجف الاشرف کو مقالات و تحریروں میں تدوین و ترمیم کا مکمل اختیار ہے ۔

فہرست

5 انقلابِ امام حسین علیہ السلام کی تیاری

7 گریہ عقل و نقل کی روشنی میں

10 عظمت امام حسین علیہ السلام اور سورہ کوثر

14 عظمتِ عزادار اور قرآن

20 مرجع عالی قدر دام ظلہ سے پوچھے گئے سوالات اور ان کے جوابات

شعائر امام حسین علیہ السلام کی روح

الحمد للہ۔۔اما بعد۔ ۔مِنَ الْمُؤْمِنينَ رِجالٌ صَدَقُوا ما عاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضى نَحْبَهُ وَ مِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَ ما بَدَّلُوا تَبْديلاً(احزاب ۲۳)

(ترجمہ آیت: مومنین میں ایسے لوگ موجود ہیں جنہوں نے اللہ سے کیے ہوئے عہد کو سچا کر دکھایا، ان میں سے بعض نے اپنی ذمے داری کو پورا کیا اور ان میں سے بعض انتظار کر رہے ہیں اور وہ ذرا بھی نہیں بدلے۔)

خداوند عالم نے اس آیت مبارکہ میں ان پاک ہستیوں کا ذکر کیا ہے کہ جنہوں نے خدا کے ساتھ اپنے عہد و پیمان کو پورا کیا اور اس کو عملی جامہ پہنانے میں کوئی کوتاہی و تقصیر نہیں کی۔

ان ہستیوں کی یاد اور تذکرے میں سرِ ورق کربلا کی ان ہستیوں کے چہرے سامنے آتے ہیں جنہوں نے امام حسینؑ کے گرد چاند کے حلقے کی مانند اپنی وفاداری اور ایمان و اطاعت کا مظاہرہ کیا کہ جس کی مثال دنیا میں نہیں ملتی اور خصوصا وہ اصحاب امام حسین کہ جو مولائے مظلوم کربلاؑ ان کی اولاد اور عزیزیوں کے لئے ذرہ بکتر بن گئے تھے اور ایک دوسرے کو نصیحت کر رہے تھے کہ اگر ہماری زندگی میں امام حسینؑ یا ان کے بچوں بھتیجوں اور عزیزوں تک دشمن پہنچا تو ہمیں رسول اسلام ﷺ کے سامنے شرمندگی کے باعث منہ دیکھانے کا حق نہیں ہوگا۔ یہ موقف تھا کہ جس کو ہم رسول اسلام ﷺ کی اطاعت اور امام کی فرمانبرداری کا صحیح نمونہ کہہ سکتے ہیں۔

جیسا کہ امام حسینؑ سے روایت ہے کہ آپ نے شبِ عاشور فرمایا کہ میرے یاروں مددگاروں جیسے کسی معصومؑ کو اصحاب میسر نہیں ہوئے ہیں۔

ان حضرات کی نصرت کی روشنی میں ہم سب کا فریضہ ہے کہ دین مبین کی خدمت اور خدا اور رسول ﷺ کی اطاعت کو اپنا نصب العین قرار دیں۔

کربلا کے واقعہ کو تازہ رکھنے کا آئمہؑ نے بڑی تاکید کے ساتھ حکم فرمایا ہے کیونکہ اس واقعہ کو باقی رکھنے میں اسلام کی بقاء مضمر ہے اور آئمہ نے اس واقعہ کو انسانی عاطفت اور محبت سے پیوستہ فرمانے کی تاکید فرمائی ہے تاکہ اس واقعہ کو مؤمنین کے دلوں میں ان کی رگوں و ریشوں میں پہنچا دیا جائے اس طرح اسلام انسان کے دل کی گہرائیوں میں پہنچ جائے گا اور اسی میں انسانی نجات اور بہبودی ہے۔

ہمیں اس واقعہ کی روشنی میں بہت سارے سبق ملتے ہیں جن میں سے بعض کی طرف ہم اشارہ کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں :۔

۱: دین اور محافظ دین کی دل وجان سے محبت اور اس کے حکم کی اطاعت کے لئے ہمیشہ تیاری ہر مؤمن کے ایمان کا تقاضہ ہے۔

۲: باہمی تعاون اور محبت جس کا مقصد صرف دین کی حفاظت ہواور دین ہی مؤمنین کے درمیان تعلق اور مضبوط روابط کا باعث ہو۔

۳: دین ہی اسلام کی عظمت اور قرب الٰہی کا معیار ہے جتنا انسان پابندی دین میں آگے ہوگا اتنا ہی خدا کے قریب اور اس کی بندگی کی آغوش کے نزدیک ہوگا اور عظمت اور شرافت کا مستحق ہوگا۔

۴: صرف دعویٰ محبت اور اس کے مظاہرے کے لئے صرف رائج شدہ دینی و مذہبی شعاری کی پابندی کافی نہیں ہے جب تک دین انسان کے رگ و ریشہ میں نہ ڈھل جائے اور اطاعت خدا ہر مؤمن کے دل کی دھڑکن اور اس کی سانس کے لئے لرزتے ہوئے پھیپھڑوں کے لئے مرکز احسان نہ بن جائے۔

۵: ان سب باتوں کا یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ شعائر امام حسین علیہ السلام کے ضمن میں احکام اسلامی کی پاپندی اور واجبات کی ادائیگی اور محرمات سے دوری ان شعائر کی روح کی حیثیت رکھتی ہے۔

محبت حسین علیہ السلام کتب اہل سنت میں

قال النبي (ص) : حسين مني وأنا منه ، أحب الله من أحب الحسن والحسين

الأدب المفرد للبخاريالأدب المفرد للبخاري

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں اللہ ہر اس انسان سے محبت کرتا ہے جو حسن و حسین سے محبت کرے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ أَحَبَّهُمَا فَقَدْ أَحَبَّنِي ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمَا فَقَدْ أَبْغَضَنِي يَعْنِي حَسَنًا وَحُسَيْنًا.

مسند احمد ج٢ ص ٢٨٨ ط١

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو ان دونوں سے محبت کرے (حسن و حسین) تو اس نے مجھے سے محبت کی اور جس نے ان دونوں سے نفرت کی اس نے مجھ سے نفرت کی۔

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ بِيَدِ حَسَنٍ وَحُسَيْنٍ فَقَالَ مَنْ أَحَبَّنِي وَأَحَبَّ هَذَيْنِ وَأَبَاهُمَا وَأُمَّهُمَا كَانَ مَعِي فِي دَرَجَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ

سنن ترمذی ج٥ ص٦٤١

رسول اللہ ﷺ نے حس و حسین کے ہاتھ کو پکڑا اور فرمایا کہ جو مجھ سے محبت کرے اور ان دونوں سے محبت کرے اور ان کے والداور ماں سے محبت کرے وہ جنت میں میرے ساتھ میرے درجے میں ہوگا۔

أَنَّ رَجُلًا أَخْبَرَهُ أَنَّهُرَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضُمُّ إِلَيْهِ حَسَنًا وَحُسَيْنًا يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا

مسند احمد بن حنبل ج ٥ ص ٣٦٩

راوی کہتا ہے کہ اسے ایک بندہ نے یہ خبر دی کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ وہ حسن و حسین کو اپنے سینے کا ساتھ لگائے ہوئے ہیں اور فرما رہے ہیں کے اے اللہ میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں پس تو بھی ان سے محبت فرما۔

كان حسين بن علي يقول : من دمعتا عيناه فينا دمعة ، أو قطرت عيناه فينا قطرة ، أثواه الله عز وجل الجنة .

فضائل الصحابة لأحمد بن حنبل باب فضائل علی

حسین ابن علی فرماتے ہیں : کہ جس کی آنکھیں ہمارے غم میں اشک بار ہوں یا اس کی آنکھوں سے آنسو کا ایک بھی قطرہ نکلے تو اللہ اسے جنت عطا فرماتا ہے۔

انقلابِ امام حسین علیہ السلام کی تیاری

المرجع الدینی الکبیر الشیخ بشیر حسین النجفی

امام حسین علیہ السلام کا برپا کردہ انقلاب اور سانحہ کربلا کے دوران اتنی بڑی قربانی دینا کوئی ایسا حادثہ نہیں جو اچانک رونما ہوگیا ہو نہ ہی ایسا واقعہ ہے جو مخصوص حالات کی وجہ سے اتفاقی طور پر وقوع پذیر ہوگیا ہو بلکہ اگر ہم سانحہ کربلا سے پہلے اور سانحہ کربلا کے وقت کے حالات اور افکار کو باغور دیکھیں تو ہم پر یہ بات واضح ہوگی کہ امام حسین علیہ السلام کی تمام تر قربانیاں ایک خاص مقصد اور اسباب کے تحت تھیں کہ جن کے لئے پہلے سے ہی نہایت باریک بینی سے تیاری کی جاچکی تھی ،اسلام کا سورج شروع ہوتے ہی کافر مزاج ،منافقوں اور مسلمان نما مشرکوں کی ابھرتی ہوئی اسلام دشمن تحریکوں کو مد نظر رکھتے ہوئے خاندانِ رسالت میں اسلام کو بچانے کے لئے اتنے بڑے انقلاب کو بھرپا کرنے کا پروگرام طے ہو چکا تھااور اس انقلابی مشن کی رہنمائی اور لیڈر شپ کے لئے امامِ حسین علیہ السلام کی تعیین کر لی گئ تھی۔

روایات میں ملتا ہے کہ رسول خدا ﷺ نے پہلے ہی سے اس سانحہ کی خبر دی تھی اور اسی طرح مکمل تفصیل بھی ام المؤمنین جنابِ ام سلمہ اور حضرت علی علیہ السلام اور حضرت فاطمہ علیھا السلام کو بیان کر دی تھی ۔ کتاب کامل الزیارات میں اس سلسلے میں متعدد روایات درج ہیں پس ان باتوں سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ حالات و واقعات کو مد نظر رکھتے ہوئے پہلے سے ہی اس انقلاب کو بھرپا کرنے کا پروگرام طے ہو چکا تھا بعض کتابوں میں درج ہے کہ امیر المؤمنین علیہ السلام جب جنابِ زینب سلام اللہ علیھا کو قرآن کو تعلیم دیا کرتے تھے اور اس کے ساتھ ساتھ انہیں سانحہ کربلا میں رونما ہونے والے المناک واقعات بھی بتایا کرتے تھے پس جب مسلسل امیر المؤمنین علیہ السلام یہ واقعات اپنی بیٹی کو بتاتے رہے انہیں خوف لاحق ہوا کہ کہیں اس ہولناک اور المناک واقعے کی خبر کو جنابِ زینب سلام اللہ علیھا برداشت نہ کر پائیں تو جب جنابِ زینب سلام اللہ علیھا نے اپنے بابا کی یہ پریشانی دیکھی تو اپنے بابا سے فرمایا آپ اس سلسلہ میں پریشان نہ ہوں ان تمام واقعات کی خبر میری والدہ مجھے دے چکی ہیں ۔

میرے بھائیو! اور بیٹو! ذرا غور کریں اس وقت جنابِ زینب سلام اللہ علیھا کی کیا عمر ہوگی جب جنابِ فاطمہ زہراء سلام اللہ علیھا نے ان تمام واقعات کی خبر ان کو دی ہو گی

اسی طرح ہم سب جانتے ہیں کہ جب حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے جناب زینب سلام اللہ علیھا کی شادی کی تو اس وقت انھوں نے جناب عبد اللہ بن جعفر طیار کے سامنے یہ شرط بھی رکھی کہ وہ جنابِ زینب سلام اللہ علیھا کو اپنے بھائی جناب حسین علیہ السلام کے ساتھ جانے سے نہ روکیں گے اور ان کے لئے ہر اس چیز کا انتظام بھی کریں گے کہ جس کی ان کو سفر میں ضرورت ہوگی لہذا یہی وجہ تھی کہ جنابِ عبد اللہ نے نہ

صرف انہیں کربلا کے سفر کی اجازت دی بلکہ انتظامات کے ساتھ ساتھ اپنے بیٹو کو بھی اس سفر میں ان کے ساتھ روانہ کیا۔

یہ ان امور میں سے چند تھی جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ انقلاب امامِ حسین علیہ السلام اسلام کو بچانے کا وہ واحد ذریعہ تھا کہ جس کے علاوہ کوئی دوسرا چارہ نہ تھا اور جس کی تیاری خاندانِ رسالت میں پہلے سے ہی ہوچکی تھی۔

عزاداری و ماتم کا قیام

آئمہ علیہم السلام نے بہت سی روایات میں امام حسین علیہ السلام پر گریہ و ماتم کا حکم دیا ہے اس عمل کے بارے میں بہت زیادہ تاکید بھی کی ہے زیارتِ عاشورہ کے متعلق روایت میں امامِ جعفر صادق علیہ السلام ہمیں عاشورہ کے دن قریب اور بعید سے امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنے کا حکم دیا ہے اور فرمایا ہے کہ ہر مؤمن کو چاہئے کہ عاشورہ کے دن گریہ و زاری، ماتم اور حالت حزن میں گزارے اور اپنے گھر والوں کو بھی اس کا حکم دے اور جب کسی مؤمن سے ملے تو اسے امامِ حسین علیہ السلام کے مصائب پر پرسہ و تعزیت پیش کرے اور پھر آخر میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو شخص ایسا کرے گا خدا اسے ہزاروں حج و عمرہ اور رسولِ خدا ﷺ کے ساتھ مل کر ہزاروں مرتبہ جہاد کرنے کا ثواب عطا کرے گا، پھر اس کے بعد امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں اس عمل کے بدلے میں اس ثواب کا ضامن ہوں۔

روایات میں مذکور ہے ہے کہ آئمہ علیہم السلام مجالس عزا کا انعقاد کرتے تھے اور امامِ مظلوم پر شدید گریہ و زاری کیا کرتے تھے اور مؤمنین کو اپنے قول و فعل کے ذریعے اس کی بہت تاکید کرتے تھے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے اگر کسی دن امام حسین علیہ السلام کا ذکر ہوتا تو اس دن رات تک امام جعفر صادق علیہ السلام کو کوئی مسکراتا ہوا نہ دیکھتا امام جعفر صادق علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ امام حسین علیہ السلام ہر مؤمن کی آنکھوں میں بہنے والے آنسو کا نام ہے اور امامِ حسین علیہ السلام ہرمؤمن کے لئے نمونہ عمل ہیں۔(کتاب کامل الزیارات)

ایک دفعہ حضرت امام سجاد علیہ السلام جانماز پر سجدے کی حالت میں گریہ کر رہے تھے کہ آپ کا غلام آکر کہنے لگا کہ مولا آپ کا یہ حزن کب ختم ہوگا تو اس وقت امام علیہ السلام نے سجدے سے سر اٹھا کر فرمایا کہ تمہاری ماں تمہارے غم میں روئے خدا کی قسم جن مصائب کا میں نے سامنا کیا ان کی نسبت بہت ہی کم مصائب حضرت یعقوب علیہ السلام کو دیکھنے پڑے لیکن اس کے باوجود بھی انہوں نے خدا کے حضور اپنے مصائب کا شکوہ کیا اور یا اسفی علی یوسف کی صدائیں بلند کیں حضرت یعقوب علیہ السلام کا تو فقط ایک بیٹا نظروں سے اوجھل ہوا تھا کہ جس کے لئے حضرت یعقوب علیہ السلام نے اتنا گریہ کیا کہ بینائی جاتی رہی جب کہ میں نے تو اپنے بابا اور گھر والوں کو اپنے ارد گرد ذبح ہوتے ہوئے دیکھا۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا معمول تھا کہ وہ جناب عقیل کی اولا د کا بہت زیادہ خیال رکھتے تھے ایک دفعہ کسی شخص نے جنابِ زین العابدین علیہ السلام سے سوال کیا کہ آپ اولادِ جعفر کی نسبت اولادِ عقیل کی طرف کیوں زیادہ مائل ہیں تو اس وقت امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب میں ان کو دیکھتا ہوں تو مجھے ان کی امامِ حسین علیہ السلام کے ساتھ وفا اور جانثاری یاد آجاتی ہے اور میرا دل ان کے لئے غمگین اور نجیدہ ہوجاتا ہے۔(کامل الزیارات)

ابوھارون مکفوف کہتا ہے ایک دفعہ مجھے امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ امام حسین علیہ السلام کے بارے میں کچھ اشعار پڑھو ابوھارون کہتا ہے کہ میں نے کچھ اشعار پڑھے جس پر امام جعفر صادق علیہ السلام گریہ کرنے لگے پھر اس کے بعد امام علیہ السلام نے فرمایا اس طرح شعر پڑھو جیسا کہ تم مکمل رقت سے پڑھا کرتے ہو تو اس وقت ابو ھارون کہتا ہے کہ میں نے یہ اشعار پڑھے:

امر ر علی جدث الحسین فقل لا عظمہ الزکیۃ

یعنی: قبر حسین علیہ السلام سے گزرنا اور ان کی پاکیزہ ہڈیوں سے یہ کہنا-----

پس امام جعفر صادق علیہ السلام ان اشعار کو سن کر رونے لگے اور فرمایا کہ مزید پڑھو ابوھاورن کہتا ہے کہ میں نے مزید اشعار پڑھے جس پر امام علیہ السلام نے شدید گریہ کیا یہاں تک کہ پردے کے پیچھے سے مستورات کے بھی گریہ و زاری کی آوازیں سنائی دینے لگیں پھر اس کے بعد امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ابو ھارون جس شخص نے امام حسین علیہ السلام کی مصیبت میں کوئی شعر پڑھا اور خود بھی رویا اور اپنے ساتھ دس آدمیوں کو بھی رولایا تو اس کے لئے جنت واجب ہے پھر فرمایا کہ جس نے امام حسین علیہ السلام کے مصائب پر شعراور پڑھا اور خود بھی رویا اور اپنے ساتھ پانچ آدمیوں کو رولایا تو اس کے لئے جنت واجب ہے اور پھر فرمایا کہ جس نے امام حسین علیہ السلام کے مصائب میں کوئی شعر پڑھا خود بھی رویا اور فقط ایک آدمی کو اپنے ساتھ رولایا تو ان دونوں کے لئے جنت واجب ہے، جس شخص کی آنکھوں سے مچھر کے پر کے برابر بھی امامِ حسین علیہ السلام کی یاد میں آنسو نکلا اس کے ثواب میں خدا جنت کےعلاوہ کسی چیز پر راضی نہیں ہوگا۔

شعائر حسینی کے احیاء اور عزاداری کے قیام میں بہت سے طریقے ہیں ہمیں چاہئے کہ ہم ہر مباح طریقے سے شعائر حسینی اور عزاداری کاانعقاد کریں مثلا سینہ پر ماتم، زنجیر زنی، قمہ زنی اور مجالس وغیرہ کا انعقاد، عزاداری کے ایسے طریقے ہیں جو شریعت کی نظر میں مباح اور جائز ہیں البتہ اگر آپ کسی ایسے علاقے میں رہتے ہیں جہاں کے لوگ کم علمی، کم فہمی یا کسی اور وجہ سے عزاداری کے کسی مخصوص طریقے دیکھ امام حسین علیہ السلام اور ان کے مقدس انقلاب سے دور ہو جائیں گے یا اسی وجہ سے لوگوں کے فکرِ حسینی سے دور ہونے کا یقین ہو تو اس مخصوص طریقہ سے عزادری کو اس وقت تک اس علاقہ میں سرانجام نہ دیا جائے جب تک کہ یہ رکاوٹ و مانع دور نہ ہو جائے البتہ دوسرےعلاقوں میں عزاداری کے اس طریقہ کو انجام دینا جائز ہے۔

اسی طرح سینہ زنی، زنجیر زنی یا قمہ زنی سے کسی شخص کی موت یا کسی عضو کے ضائع ہوجانے کا یقین ہو تو ایسے شخص کو ان امور سے اجتناب کرنا چاہئے البتہ ضرر کے معمولی خوف یا موت کے معمولی سے احتمال کی کوئی اہمیت نہیں، معمولی احتمال ہونے سے کسی کے لئے زنجیر زنی وغیرہ حرام نہیں ہوتی بلکہ انقلاب حسینی کے احیاء اور ترویج کے عنوان سے سینہ زنی، زنجیر زنی اور قمہ زنی کرنا مستحب ہے۔

گریہ عقل و نقل کی روشنی میں

سید قمر عباس زیدی

گریہ قانونِ فطرت: اس عالم اسباب و رنگ و بو اور کائنات نیست و بود میں ہر شی قہری نظام فطرت کے ما تحت اپنے وجود و فنا کے مراحل طے کر رہی ہے جب ہم اشیاء کائنات پر غور کرتے ہیں تو محسوس کرتے ہیں کہ صناعِ ازل نے ہر شی کو ایک خاص اور منفرد فطرت عطا کی ہے کہ جس میں مستقل تبدیلی ناممکن ہے مثلاً خدا نے پانی کو پیدا کیا تو سیلان کو اس کی فطرت بنایا سب کچھ ہو سکتا ہے لیکن پانی کی یہ فطرت نہیں بدلی جا سکتی آگ کو خدا نے حرارت و سوز ندگی کی فطرت عطا کی ہے ، اگر کوئی آگ کی فطرت حرارت کو برودت میں تبدیل کرنے کی کوشش کرے تو ایسی صورت میں اس کی عقل کو احمق کا نام دیا جاسکتا ہے لیکن حرارت آتش برودت میں نہیں بدل سکتی اسی طرح دل کی فطرت ہے درد کو محسوس کرنا اگر دل میں درد نہ ہو تو اس کو پتھر تو کہا جا سکتا ہے دل نہیں کہا جاسکتا اور جب دل درد کو محسوس کرتا ہے تو اس کے اظہار کے لئے فطرت جشمِ آنسو بہاتی ہے اگر دل میں درد ہوگا تو آنکھیں اشک بہائیں گی اگر کوئی آنکھ سے بہنے والے آنسوؤں کو روکنے کی کوشش کرے تو وہ مخالف قانونِ فطرت کہلائے گا۔

عقل کی تائید نقل سے: جب عقل نے یہ درک کر لیا کہ ہر شی اپنی فطرِتخاص کے اثر میں کام کرتی ہے تو اب یہ حکم وتقاضائے عقل ہمیں قانون فطرت سے چھیڑ چھاڑ کا حق نہیں دیتا اگر ہم ایسا کریں گے تو نظام کائنات میں خلل پڑ جائے گا۔ اس حکمِ عقل کی تائید نقل بھی کر رہی ہے اور عجب انداز سے کر رہی ہے کہ کائنات کا سببِ وجود نبی مرسل ﷺ اپنے فرزند ابراہیم کو جانکنی کے عالم میں دیکھ کر ان کو ماں کی گود سے اپنی آغوش میں لے کر فرماتا ہے: اے ابراہیم: انا بک لمحزونون ہمیں تمہارا بہت غم ہے ہم تمہارے سبب بہت رنجیدہ ہیں ، اے ابراہیم یہ آنکھیں تو روئیں گی یہ دل تو رنجیدہ ہوگا لیکن ہم مرضیء الٰہی کے برخلاف کوئی قدم نہیں اٹھاتے ۔(ذخائر العقبیٰ ۱۵۵)

گریہ مطابق مشیت الٰہی: حضرت ختمی مرتبت ﷺ کا یہ فرمانا کہ ہم مرضی الٰہی کے برخلاف قدم نہیں اٹھاتے اور فطرت جشم و قلب کو بیان کر کے ابراہیم پر گریہ کرنا اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ گریہ مخالف رضائے رب نہیں ہے اگر ایسا ہوتا تو مرضی معبود کے برخلاف ایک قدم بھی نہ اٹھانے والا رسول ہر گز گریہ نہ فرماتا۔

گریہ رحمت ہے بدعت نہیں: مخالفینِ گریہ کی

تمامتر قلمی روانیاں ، فکری جولانیاں اور مالی قرادانیاں اسی بات پر صرف ہو رہی ہیں کہ امامِ حسین علیہ السلام اور شہدائے کربلاء پر گریہ کو بدعت اور ناجائز ثابت کر دیا جائے حالانکہ انہیں معلوم نہیں کہ شارعِ مقدس کے معجز نما لبوں کے نکلے ہوئے ایک ہی لفظ سے اٹھنے والے سیلاب نے ان کی چودہ سو برس کی محنت سے تیار کی گئی عمارتِ بدعت کو یکسر منہدم کر دیا ، شارع مقدس کا وہ حق افروز و باطل سوز لفظ ملاحظہ فرمائیں: ذخائر العقبیٰ سے درج کی گئی روایت بالا تھوڑے بہت الفاظ کی رد و بدل کے ساتھ صحیح بخاری مطبوعہ میمنیہ مصر کی جلد اول کے صفحہ ۱۴۴ پر یوں درج کی گئی ہے : عن انس بن مالک ۔۔۔ ثُمَّ دَخَلْنَا عَلَيْهِ بَعْدَ ذَلِكَ ، وَإِبْرَاهِيمُ يَجُودُ بِنَفْسِهِ ، فَجَعَلَتْ عَيْنَا رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَذْرِفَانِ ، فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ : وَأَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ! فَقَالَ : " يَابْنَ عَوْفٍ إِنَّهَا رَحْمَةٌ " ، ثُمَّ أَتْبَعَهَا بِأُخْرَى ، فَقَالَ : " إِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ ، وَالْقَلْبَ يَحْزَنُ ، وَلا نَقُولُ إِلا مَا يَرْضَى رَبُّنَا ، وَإِنَّا بِفِرَاقِكَ يَا إِبْرَاهِيمُ لَمَحْزُونُونَ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابراہیم کو جان کنی کے عالم میں دیکھا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تو عبد الرحمٰن بن عوف نے کہا کہ اے اللہ کے رسول آپ رو رہے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ اے ابن عوف تمہیں کیا معلوم ہے کہ یہ گریہ رحمت ہے ۔

اس سے اتنا تو واضح ہوگیا کہ فرزندِ رسول پر گریہ کرنا رحمتِ الٰہی بھی ہے اور سنت رسول بھی ، اب پوری امتِ مسلمہ سے یہ سوال ہے کہ اگر ایک فرزندِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طبیعی طریقہ سے اپنی جان سپردِ الٰہی کرے تو اس پر رونا رحمت بھی ہے اور سنت بھی ہے تو کیا وہ فرزندِ رسول جس کو بظلم و جبر پیاسا ذبح کیا جائے اس پر گریہ کرنا سنت و رحمت نہ ہوگا؟

اگر کوئی یہ کہے کہ نہیں چونکہ ابراہیم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقیقی فرزند تھے اور وہ گریہ حقیقی بیٹے سے محبت کا فطری تقاضا تھا تو سہی ! اگر محبت ہی وجہ گریہ ہے تو حسین علیہ السلام وہ شخصیت ہیں جن کی محبت کو خدا نے آیت مودت (قل لا اسئلکم ۔۔۔)کے ذریعے اجرِ رسالت قرار دیا ہے اگر کسی کو حکمِ خدا اور سول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کا حق ادا کرنا ہے تو وہ حسین علیہ السلام سے محبت کرے اگر حسین علیہ السلام سے محبت ہے تو محبت کا ثبوت گریہ ہے وگرنہ دعویٰ محبت باطل ہے ۔

رسولِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مسلسل گریہ :اگر بنظر الانصاف تاریخی جھرونکوں سے مناظرِ حقائق کو دیکھا جائے تو نظر آئے گا کہ رسول ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے حقیقی فرزند ابراہیم پر ہی گریہ نہیں فرمایا ہے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلسل و مستقل اپنے عزیزوں پر گریہ فرماتے رہے کیا تاریخ سے وہ منظر نکالا جا سکتا ہے کہ جس میں جناب امیر حمزہ علیہ السلام پر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آوازِ گریہ صاف سنائی دے رہی ہے کہ جس کو صاحبِ ذخائر العقبیٰ نے اپنی کتاب کے صفحہ ۱۸۱ پر یوں درج کیا ہے :

قال ابن مسعود: ما رأينا رسول الله صلى الله عليه وسلم باكياً قط أشد من بكائه على حمزة بن عبد المطلب.

عبد اللہ مسعود نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حمزہ بن عبدالمطلب سے زیادہ کسی اور پر گریہ کرتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا ۔

اس زیادہ اور کم کا کیا مطلب ہے ؟ مطلب صاف ہے کہ رسولِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دوسرے اعزاء پر بھی گریہ فرمایا ہے مگر جنابِ حمزہ پر سب سے زیادہ گریہ فرمایا ہے ۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گریہ کی کیفیت:

مصنفِ مذکور نے اپنی اسی کتاب کے اسی صفحہ پر کیفیت گریہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی درج کیا ہے :
ثم وقف علی جنازتہ وانتحب حتی نشغ من البکاء - والنشغ : الشہیق.

رسولِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب حمزہ کے جنازہ پر کھڑے ہوئے اور اتنا گریہ کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر غشی طاری ہوگئی اب ذہن یہ سوچنے پر مجبور ہے کہ جب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے چچا کی لاش کو مثلہ دیکھ کر اس قدر گریہ کرتے ہیں کہ ان پر غشی طاری ہوجاتی ہے پھر وہ حسین علیہ السلام جو کہ فرزندِ رسول ہیں جس کی خود پرورش کی ہے جب اس کا جسم تیروں پر معلق ہوگا تو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل پر کیا گزرے گی تو کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گریہ نہیں کریں گے۔۔۔؟ ہاں ضرور گریہ کریں گے اور روایات و تواریخ تو یہی اعلان کر رہی ہیں کہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسین علیہ السلام کی خبرِ شہادت پر بھی گریہ کناں ہیں روایت ہے :

وعنها قالت : رأيت رسول الله (ص) وهو يمسح رأس الحسين ويبكى ، فقلت : ما بكاؤك ، فقال : إن جبريل أخبرني : أن إبني هذا يقتل بأرض يقال لها : كربلاء
(ذخائر العقبیٰ ص ۱۴۲)

جناب ام سلمہ فرماتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسین علیہ السلام کے سر پر ہاتھ پھیراتے جاتے ہیں اور روتے جاتے ہیں میں نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے رونے کا سبب کیا ہے فرمایا کہ مجھے جبرائیل نے خبر دی ہے کہ میرا یہ بیٹا زمینِ کربلا پر قتل کر دیا جائے گا۔

صاحبانِ عقل ذرا غور کریں کہ رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے فرزند کی خبرِ شہادت سن کر گریہ کرنے لگتے ہیں تو بعدِ شہادت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کیا کیفیت ہوئی ہو گی؟

ہاں اس کیفیت کو تاریخ نے اپنے اندر محفوظ کر کے ہم تک پہنچایا ہے روایت ہے :

حَدَّثَتْنِي سَلْمَى ، قَالَتْ : " دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ وَهِيَ تَبْكِي ، فَقُلْتُ : مَا يُبْكِيكِ ؟ ، قَالَتْ : رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ ، وَعَلَى رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ التُّرَابُ ، فَقُلْتُ : مَا لَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ؟ ، قَالَ : شَهِدْتُ قَتْلَ الْحُسَيْنِ آنِفًا
(ذخائر العقبیٰ ص۱۴۸)

سلمیٰ بیان کرتی ہیں کہ میں ام سلمہ کے پاس آئی تو دیکھا کہ وہ گریہ فرما رہی ہیں تو میں نے پوچھا کہ آپ کیوں گریہ فرما رہی ہیں تو فرمایا کہ میں نے رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ ان کا سر مبارک اور ریش مبارک خاک آلود ہیں تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ آپ کی کیا کیفیت ہے؟ تو فرمایا میں ابھی ابھی حسین علیہ السلام کی قتل گاہ سے آرہا ہوں۔

ابن عباس فرماتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک دوپہر خواب میں دیکھا کہ آپ بال بکھرائے ہوئے اور خاک میں اٹے ہوئے کھڑے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں ایک خون بھری شیشی ہے میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں اے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کیا ہے؟ فرمایا یہ حسین کا خون ہے جسے میں دن بھر جمع کرتا رہا ، ابن عباس کہتے ہیں کہ فوجد قد۔۔۔الخ۔ مجھے بعد میں معلوم ہوا کہ حسین علیہ السلام اسی دن شہید کئے گئے تھے ۔

مذکورہ دو روایتیں شاہد ہیں کہ پیغمبرِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شہادت حسین علیہ السلام پر گریہ

فرمایا ہے لہٰذا ایک مسلمان کا حسین علیہ السلام پر گریہ کرنا موجبِ رحمت بھی ہے اور باعثِ حصولِ ثواب بھی ہے ۔ امتثالِ سنت بھی ہے اور مخالفتِ گریہ موجب لعنت بھی ہے ، باعث نزولِ عذاب بھی ہے اور مخالفتِ سنت بھی ہے ۔

عجیب و غریب منطق:

مخالفین گریہ حدیث رسول ﷺ کے حوالے سے ایک عجیب و غریب منطق مخالفتِ گریہ پیش کرتے ہیں کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : ان المیت لیعذب ببعض بکاء اھلہ علیہ : پسماندگان کے رونے سے میت پر عذاب ہوتا ہے ۔یہ حدیث پیش کر دیتے ہیں مگر انہیں اس بات کا شعور تک نہیں ہوتا جب حدیث بیان کر کے وہ اپنے دعویٰ حسبنا کتاب اللہ کی تردید کر بیٹھتے ہیں اسی لئے کہ قرآن تو کہتا ہے کہ لا تزر وازرۃ وزراخریٰ ایک شخص دوسرے شخص کا بوجھ نہیں اٹھائے گا پھر یہ کیسی منطق ہے کہ روئے اعزاء اور عذاب میت پر ، حالانکہ اس حدیث کی واضح تشریح تو صحیح بخاری میں حضرت عائشہ نے بیان فرما دی ہے ۔ملاحظہ فرمائیں:

فقالت ــــ ما حدث رسول الله صلى الله عليه وسلم إن الله ليعذب المؤمن ببكاء أهله عليه ولكن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال إن الله ليزيد الكافر عذابا ببكاء أهله عليه

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۴۳ـ۱۴۲ مطبع میمنہ مصر ۱۳۰ ھجری)

حضرت عائشہ نے فرمایا ـــ کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر گز یہ نہیں فرمایا کہ اعزاء کے رونے سے میتِ مؤمن پر عذاب ہوتا ہے بلکہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا ہے کہ کافر کی میت پر اس کے رونے والوں کی وجہ سے اس کے عذاب میں اضافہ ہوتا ہے ۔

پس اگر میت مؤمن ہے تو رونے والے کے گریہ سے اس پر عذاب نہیں ہوتا ہے جب ایک عام مؤمن کے اوپر گریہ کرنا باعث عذاب نہیں ہوتا تو پھر امام حسین علیہ السلام تو امام المؤمنین ٹھہرے ۔

لطیف بشارت:

امام حسین علیہ السلام پر گریہ کرنے والوں کے لئے ایک لطیف بشارت اہلِ خلاف ہی کی کتاب سے نقل کر کے بات ختم کر رہا ہوں امام حسین علیہ السلام پر گریہ کرنا باعثِ نجات اور حصولِ جنت کی ضمانت ہے اور اس کی ضمانت خود صاحب المصیبۃ الراتبۃ سرکار سید الشھداء علیھم السلام نے دی ہے محب الدین احمد ابن طبری نے اپنی کتاب ذخائر العقبیٰ میں صفحہ ۱۹ پر تحریر فرماتے ہیں ہیں : عن الربيع بن منذر ، عن أبيه قال : كان حسين بن علي (ر) يقول : من دمعت عيناه فينا دمعة ، أو قطرت عيناه فينا قطرة ، آتاه الله عز وجل الجنة

امامِ حسین علیہ السلام فرماتے ہیں جس کی آنکھوں نے ہمارے غم میں آنسو بہائے یا اس کی آنکھ سے ایک بھی آنسو نکل آیا تو خدا اس کو جنت عطا کرے گا۔

مگر آخر میں ایک پیغام سب حسینیوں کے نام : اور وہ یہ کہ امام حسین علیہ السلام پر گریہ جنت کی طمع میں نہ کیا جائے بلکہ اس عقیدے اور یقین کے ساتھ امام پر آنسو بہائیں جائیں کہ یہ گریہ ان کی مظلومی ہم پر حق ہے جس کا ادا کرنا واجب ہے ۔

عظمت امام حسین علیہ السلام اور سورہ کوثر

سماحة آية الله العظمى المرجع الديني الكبير الشيخ بشير حسين النجفي دام ظله

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ ۔۔۔ اما بعد۔انا اعطیناک الکوثر
اس آیت مجیدہ میں استعمال ہونے والے لفظ الکوثر کے بارے میں مفسرین نے مختلف آراء پیش کی ہیں اور ان میں سے اہم درج ذیل ہیں:

پہلی رائے :۔ اس آیت میں ' کوثر ' سے مراد حوض کوثر ہے اور یہ سب سے زیادہ مشہور رائے ہے اور اس کو اکثر علماء نے ذکر کیا ہے ۔ لیکن اگر ہم حوض کوثر کے بارے میں وارد شدہ روایات کا مطالعہ کریں تو ہم پر واضح ہو گا کہ تقریبا تمام روایات میں ' حوض الکوثر ' کا لفظ استعمال ہوا ہے ، اس سلسلہ میں فقط ' کوثر کا استعمال نہیں کیا گیا سوائے کسی شاذ و نادر روایت کے ۔ پس اکثر طور پر اس حوض کو ' حوض الکوثر ' سے تعبیر کیا گیا ہے ' الکوثر ' تعبیر نہیں کیا گیا ۔

پس اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے اس آیت میں کوثر سے کوئی مخصوص حوض مراد لینا یا وہ حوض مراد لینا کہ جو خدا تعالی نے محمد و آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا کیا ہے ، بعید از تحقیق ہے ۔ اسی طرح عربی گرائمر کے اعتبار سے ' حوض الکوثر ' میں ' حوض ' مضاف ہے اور ' الکوثر ' مضاف الیہ ہے اور کوثر کی حوض کے ذریعے سے تفسیر کرنا : مضاف الیہ کی تفسیر مضاف سے کرنا ہے اور یہ عربی گرائمر کے اعتبار سے عجیب اور شاذ و نادر ہے ۔ ہاں البتہ عربی گرائمر میں مضاف کی تفسیر و تعیین مضاف الیہ سے کی جاتی ہے ۔

اسی طرح یہ کہنا بھی درست نہیں ہے کہ [انا اعطیناك الکوثر] میں لفظ الکوثر سے پہلے حوض محذوف و مقدر ہے کیونکہ کسی چیز کا مقدور و محذوف قرار دینا کسی قرینہ اور ایسی علامت کا محتاج ہے کہ جو اس کے مقدور و محذوف ہونے پر دلالت کرے۔ جب کہ اس سورہ میں کوئی بھی ایسا قرینہ یا کوئِ بھی ایسی علامت نہیں ہے کہ جو اس بات پر دلالت کرے کہ یہاں ' الکوثر ' سے مراد حوض کوثر ہے ۔

دوسری رائے:۔ اس سورہ میں کوثر سے مراد : ذریت رسول ِ خدا ؐ ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ پہلی آیت میں ارشاد قدرت ہے :انااعطیناك الکوثر: یعنی بے شک ہم نے تمہیں کوثر عطا کیا ۔
اور آخری آیت میں ارشاد ہے کہ : ان شانئك هو الابتر: یعنی بے شک تمہارا دشمن ہی بے نسل ہے ۔
اس رائے کی تائید و تصدیق وہ اقوال کرتے ہیں کہ جن میں کہا گیا ہے کہ اس سورہ کے نازل ہونے کا سبب یہ ہے کہ رسول ِخدا ص کے بیٹے کی وفات کے بعد یا بیٹے کی ولادت سے پہلے ایك ملعون نے آپ کو بے نسل کہا جس کے بعد خدا تعالیٰ نے یہ سورہ نازل کیا اور گستاخ رسول کے بے نسل ہونے اور رسول خدا ص کی کثیر اولا د ہونے کی خَبر دی۔

پس اس رائے کے مطابق ' الکوثر ' سے مراد : ذریت اور کثیر نسل ہے اور اس بات پر قرینہ اور دلیل آخری آیت ہے کہ جس میں اس ملعون کے بے نسل ہونے کی خبر دی گئ کہ جس نے آپ کو بے نسل کہا تھا۔

تیسری رائے :۔ کوثر سے مراد بہت زیادہ نیکی کرنے والا اور بہت زیادہ عطا کرنے والا ہے۔

پس اس معنی کے اعتبار سے کوثر سے مراد کوئی ایسی مخصوص و معین شخصیت ہیں کہ جن کے بارے میں رسول خدا ص کو اللہ مخاطب کر کے کہہ رہاہے کہ ' بے شک ہم نے تمہیں کوثر عطا کیا ہے ' ۔
کوثر کي تشریح و تفسیر میں وارد ہونے والی آراء میں سے یہ وہ مشہور آراء تھیں کہ جن کو ہم نے ذکر کیا ہے بعض روایات میں ملتا ہے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام کی شہادت کے بعد بہت زیادہ جو د وسخا اور کرم کی وجہ سے امام حسین علیہ السلام کو لوگ ' الکوثر ' کے

لقب سے یاد کرتے تھے ۔

ان روایات کو مد نظر رکھتے ہوئے اگر اس سورہ میں ' الکوثر ' سے مراد امام حسین علیہ السلام کو لیا جائے تو یہ بے جا نہ ہو گا، خاص طور پر اس سلسلہ میں جن اقوال اور دیگر مشہور آراء کو ہم نے ذکر کیا ہے وہ تمام بھی امام حسین علیہ السلام کی طرف لوٹتی ہیں اور ان تمام آراء کا محور بھی امام حسین علیہ السلام کی ہی ذات ہے ۔ چاہے کوثر سے مراد حوض کوثر لیا جائے یا کوثر سے مراد کثرتِ ذریت لیا جائے یا کوثر سے مراد بہت زیادہ نیکی کرنے والا اور بہت زیادہ عطا و بخشش کرنے والا لیا جائے۔ یہ تمام معانی امام حسین علیہ السلام کی ذات اقدس سے مناسبت رکھتے ہیں ۔

پس اگر کوثر سے مراد کثرتِ ذریت ہے تو رسول اللہ ' کی اکثر اولا د و ذریت امام حسین علیہ السلام کے صلب سے ہے ۔ اگر کوثر سے مراد کثرت خیر و کثرتِ عطا ہے تو امام حسین علیہ السلام کی جو د و سخا اور اعمال خیر و نیکی سے روایات بھری پڑی ہیں ۔ اسی طرح اگر کوثر سے مراد حوض کوثر ہے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ امام حسین علیہ السلام نے اپنے مقدس انقلاب کے ذریعے تمام مسلمانوں کے لئے حوض کوثر تک پہنچے کا راستہ نہایت آسان اور وسیع کر دیا ہے اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ساقیانِ کوثر میں امام حسین علیہ السلام بھی شامل ہیں ۔

پس وہ تمام معانی کہ جو کوثر کی تفسیر میں بیان کئے جاتے ہیں ان کا محور و مرکز امام حسین علیہ السلام ہیں ۔ پس کوثر کی یہ وہ تفسیر ہے کہ جس کا تقاضہ ذہنی وسعت اور علمی بساط کرتی ہے ، باقی خدا اور محمد و آل محمد ^ ہی اس کی تفصیلی تفسیر کو بہتر جانتے ہیں ۔

امام حسین علیہ السلام اپنے مقدس انقلاب کے ذریعے کوثر کے تمام معانی اور ہر اچھائی و بھلائی کا مصداق ہیں ، پس امام حسین علیہ السلام نے اسلام کی بقاء اور دین کے احیاء کے لئے ہر طرح کی قربانی دے کر یہ انقلاب برپا کیا ۔ یہ انقلاب اس زمانہ میں برپا ہوا کہ جب بنی امیہ اور اس کے نمک خوار دینِ اسلام کو ختم کر دینے کے لئے تمام تر وسائل کو استعمال کرنے کے بعد یہ گمان کرنے لگے کہ انہوں نے دینِ اسلام اور رسولِ اسلام ' کی تمام تعلیمات کو ختم کر دیا ہے اور حالت یہاں تک پہنچ گئی کہ یزید ملعون اعلانیہ طور پر کفر و شرک کا ان الفاظ میں اعلان کرنے لگا۔

لعبت هاشم بالملک فلا　　خبر جاء ولا وحی نزل

یعنی : بنی ہاشم نے حکومت کے لئے [نبوت کا] کھیل رچایا تھا نہ تو کوئی خبر آئی اور نہ ہی وحی نازل ہوئی ہے ۔

یزید ملعون یہ سمجھتا تھا کہ گویا اس نے دین اور رسالت کا خاتمہ کر دیا ہے لہٰذا اس نے اعلانیہ طور پر سر عام رسالت اور وحی کا انکار شروع کر دیا اور واقعہ کربلا کے بعد ابن زبعری کا یوم احد والا یہ شعر پڑھنے لگا:

لیت اشیاخی ببدر شهدوا　　جزع الخزرج من وقع الاسل

یعنی: کاش بدر میں مارے جانے والے میرے بزرگ یہ دیکھتے کہ نیزوں کے واقعہ [جنگ احد] میں قبیلہ خزرج کو کیسے شکست ہوئی ۔

کتبِ تاریخ میں یزید ملعون کا اس کے علاوہ بھی بہت سے دوسرے کفر آمیز اشعار پڑھنا مذکور ہے ۔ [سیرۃ النبویۃ مولف ابن ہشام جلد ۳ ص ۱۴۳، مقتل الخوازمی جلد ۲ ص ۵۸، الفتوح جلد ۲ ص ۱۸۲، مناقب لابن شہر آشوب جلد ۴ ص ۱۴۴]

یزید ملعون تو یہ سمجھتا تھا کہ اس نے اسلام کا خاتمہ کر دیا ہے لیکن اسلام اب تک اپنی تعلیمات کے ساتھ باقی ہے اور قیامت تک باقی رہے گا۔ دنیا کا کوئی ایسا شہر نہیں ہے کہ جہاں پر ' اشھد ان لا الہ الا اللہ ' اور ' اشھد ان محمدا رسول اللہ ' کا ذکر نہ ہوتا ہو۔

امام حسین علیہ السلام کی خدمت اور شفاعتِ حسین علیہ السلام

ہر مومن کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس اجر وثواب کو مد نظر رکھے جو آئمہ علیھم السلام کی زبانی اس شخص کے حق میں بیان ہوا ہے جو امامِ حسین علیہ السلام کی عزاداری کا انعقاد کرے یا ان کی زیارت کرے خاص طور پر عاشورہ اور چہلم کے دن کی زیارت کے اجرو ثواب کو نہ بھولے ۔ بلکہ امام حسن عسکری علیہ السلام نے چہلم کے دن امام حسین علیہ السلام کی زیارت کو مومن کی علامات میں شمار فرمایا ہے اسی طرح روایات میں وارد ہوا ہے کہ انبیاء علیھم السلام اور ملائکہ امام حسین علیہ السلام کی زیارت سے متبرک اور متشرف ہوتے ہیں اورملائکہ امام حسین علیہ السلام کے زائرین کے لئے دعا کرتے ہیں روایت میں مذکور ہے کہ جو شخص بھی امام حسین علیہ السلام کی زیارت چاہے کسی خوف کی بناء پر ہی ترک کر دے وہ قیامت کے دن شدید حسرت و افسوس کا شکار ہو گا اور وہ تمنا کرے گا کہ کاش میں امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرتے ہوئے مارا جاتا اور میری قبر ان کی قبر کے پاس ہوتی اسی طرح جو شخص امام حسین علیہ السلام کے نام پر اورامام علیہ السلام کے زائرین کی خدمت کے لئے خرچ کرتا ہے فقط اللہ تعالیٰ ہی اس کے اجرو ثواب سے واقف ہے خدا تعالیٰ امام حسین علیہ السلام کے راستے میں خرچ کئے ہوئے ہر پیسے کے بدلے جنت میں دسیوں ہزار شہر عطا کرتا ہے اس شخص کی حاجات کو پورا کرتا ہے اس کے مال اور اولا د کی حفاظت کرتا ہے جو شخص زیارت امام حسین علیہ السلام کی راہ میں مر جائے ملائکہ اس کے غسل و کفن میں شریک ہوتے ہیں اور اس کے لئے جنت کے دروازے کھول دیتے ہیں جان لیجیے کہ جو کوئی بھی امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں سعی و کوشش کرتا ہے سید الشہداء علیہ السلام اس کی شفاعت کرتے ہیں اور شفاعت کے بعد امام حسین علیہ السلا م کی زیارت اسے نصیب ہوتی ہے اے اہلبیت کے شیعو! سید الشہداء علیہ السلام کی ہم نشینی اور ہم رکابی کے لئے جلدی سے آؤ اور اپنی کوششوں کو مزید بڑھا دو اور عزاداری کی مجالس کے قیام اور ماتمی حلقوں اور جلوسوں کے ذریعے سید الشہداء علیہ السلام کی مدد کرو اور امام علیہ السلام سے اس سلسلے میں مدد طلب کرو خدا تمہارا اس سفر میں حامی و ناصر ہو ۔

شیخ واصف حسین نجفی

کربلا اور تبلیغِ رسالت

الَّذِینَ یُبَلِّغُونَ رِسَلَتِ اللَّهِ وَ یخْشَوْنَهُ وَ لَا یخْشَوْنَ أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ
(سورہ احزاب ۳۹)

وہ لوگ اللہ کے پیغام کو پہنچاتے ہیں اور دل میں اس کا خوف رکھتے ہیں اور اس کے علاوہ کسی سے نہیں ڈرتے ہیں۔

تبلیغ سے مراد ابلاغ اور پہنچانا ہے اور تبلیغ جب رسالۃ اللہ سے ربط پیدا کر لے تو اس کا مفہوم یہ ہو جاتا ہے کہ جو کچھ خدا نے وحی کے ذریعے سے اپنے پیغمبروں کو تعلیم دی ہے وہ وہی لوگوں کو تعلیم دیں اور اسے استدلال، انذار ، بشارت اور وعظ و نصیحت کے ذریعے لوگوں کے دل میں جاگزین کریں تبلیغی مسائل میں ترقی کے لئے بنیادی شرط قاطعیت ، خلوص اور خدا کے علاوہ کسی سے نہ ڈرنا ہے جو لوگ خدائی امور کے مقابلے میں اپنی خواہشاتِ نفسانی اور مختلف گروہوں کی بے بنیاد رجحانات کو مد نظر رکھتے ہیں اور اپنی ناشائستہ تاویلوں کے ذریعے حق و عدالت کو نظر انداز کر دیتے ہیں وہ کبھی بنیادی نتیجہ اخذ نہیں کر سکتے کوئی نعمت ہدایت کی نعمت سے بڑھ کر نہیں ہے اور کوئی خدمت اس نعمت کو کسی انسان کو دینے سے بہتر نہیں ہے اس بناء پر اس کا اجر و ثواب سب سے بڑھ کر ہے مولائے کائنات امیر المؤمنین علیہ السلام فرماتے ہیں: لمّا وجّھنی رسول اللّٰہ ص الی الیمن، فقال: یا علی! لا تقاتل اِحدا حتی تدعوہ الی الاسلام. و ایم اللّٰہ! لئن یھدی اللّٰہ علی یدیک رجلا خیر لک ممّا طلعت علیہ الشّمس و غربت.

جس وقت رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن کی طرف بھیجا تو فرمایا جب تک کسی کو حق (اسلام) کی دعوت نہ دے دیں اس وقت تک جنگ نہ کرنا خدا کی قسم اگر تمہارے ہاتھوں ایک شخص کو ہدایت مل جائے تو یہ تمہارے لئے ان تمام چیزوں سے بہتر ہے جن پر سورج طلوع و غروب کرتا ہے۔

اور یہ تبلیغ انبیاء و مرسلین اور آئمہ علیھم السلام کا مسلک ہے اور انہوں نے اس کی خاطر بہت مصیبتیں اور مشکلیں اٹھائیں یہاں تک کہ قید خانوں میں رہنا برداشت کیا اور وظیفہ اسلامیہ ہے کہ تمام مسلمین پر ضروری ہے کہ یہاں تک کہ نصوص قرآنیہ صریحہ ہیں کہ جو تبلیغ پر قادر ہے اور اس کے فنون سے عارف ہے اس پر لوگوں کو دعوت اسلام اور تبلیغ کرنا واجب ہے خدا فرماتا ہے :

اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ وَ الۡمَوۡعِظَۃِ الۡحَسَنَۃِ وَ جَادِلۡہُمۡ بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ (نحل ۱۲۵)

آپ اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ذریعہ دعوت دیں اور ان سے اس طریقہ سے بحث کریں جو بہترین طریقہ ہے۔

مبلغ کے لئے ضروری ہے کہ وہ صرف تبلیغ قولی نہ کرے بلکہ فعلی اور عملی بھی کرے اور اس کو اپنے قول پر باعمل ہونا چاہئے تاکہ سننے والوں پر اس کے کلام کا اثر ہو اور اس سلسلے میں ہمیں امام حسین علیہ السلام سے درس لینا چاہئے اور انقلابِ امام حسین علیہ السلام میں کئی ایک مہم اور بنیادی عوامل تبلیغ تھے کیونکہ امام حسین علیہ السلام لوگوں تک پیغام پہنچانے میں حقیقی مبلغ تھے امام کے مدینہ سے نکلنے سے لے کر شہادت تک کے مراحل پر غور کیا جائے تو کئی پیغام ملتے ہیں کیونکہ امام علیہ السلام اپنے نانا کی امت کی حقیقی درسگاہ تھے امام نے مدینہ سے نکل کر مکہ مکرمہ آنے کے لئے بڑا راستہ اختیار کیا تاکہ لوگوں کو بنی امیہ کے مظالم اور کرتوتوں پر باخبر کریں اور لوگوں کو ان کے خلاف نفرت دلائیں اور یہ راستہ ایک بڑی تبلیغ عملی کے لئے ہدف تھا اور آپ نے ہجرتِ مدینہ کے بعد تبلیغ کا بڑا مرکز مکہ کو قرار دیا اور یہ وہ مہینے تھے جس میں پوری دنیا سے لوگ حج عمرہ اور تجارت کی غرض سے آئے ہوئے تھے اور پوری

دنیا کے لوگ جمع تھے اور امام نے اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے اپنی آوازِ حق کو پوری دنیا کے کونے کونے تک پہنچایا اور یزید کے جرائم اور کرتوتوں کو تمام لوگوں کو واضح کیا اور اسلام کے خلاف جنگ کے مشن کو ظاہر کیا اور تمام دنیا کے لوگ امام حسین علیہ السلام کی شخصیت سے واقف تھے کہ یہ فرزند رسول ہیں اور جوانان جنت کے سردار ہیں ابن اسیر اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں مکہ میں لوگوں بھیڑ آپ سے وفو د کی شکل میں ملنے آتی ، اطراف میں بیٹھتے اور آپ کی باتوں کو غور سے سنتے ان سے مستفید ہوتے اور جو کچھ دیکھتے اس کو اچھی طرح یاد کر لیتے یہ ایک تبلیغ دین کے لئے بہترین دلیل ہے کہ امام نے مکہ کو حج کے مہینے میں اختیار کیا تاکہ آپ اپنی صدائے حق کو دنیا کے تمام کونوں میں پہنچائیں اور اپنے ہدف سے لوگوں کو آشنا کرائیں حتی کہ جو کوئی آپ سے ملتا آپ اس کو اپنی نصرت کی دعوت دیتے اس دوران امام حسین علیہ السلام نے حضرت عمر کے بیٹے عبد اللہ عمر کو فرمایا تھا جب اس نے آپ کو یزید ملعون کی بیعت کرنے کی نصیحت کی تو امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ابو عبد الرحمٰن خدا کے واسطے میں آپ سے ایک بات پوچھتا ہوں کیا میں آپ کے نزدیک اپنے معاملے میں غلطی پر ہوں اگر اس طرح ہے آپ میری ہدایت کریں میں واپس آجاؤں گا اور میں آپ کی بات سنوں گا اور اطاعت کروں گا تو ابن عمر نے کہا خدا کی قسم ہر گز ایسا نہیں ہے اور خدا نہ کرے کہ فرزند رسول غلطی پر ہوں ، اور آپ جیسے پاکدامن اور پاکیزہ کے لئے زیب نہیں کہ آپ یزید کی خلافت کو تسلیم کریں لیکن مجھے خوف ہے وہ آپ کے خوبصورت چہروں کو تلواروں سے نوچ لیں گے اور آپ اس امت میں وہ چیزیں دیکھ رہے ہیں کہ جسکو آپ پسند نہیں کرتے آپ ہمارے ساتھ مدینہ میں واپس آجائیں اور اگر آپ ان کی بیعت نہیں کرتے تو ہر گز نہ کریں پر آپ اپنے گھر بیٹھ جائیں تو امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اے فرزندِ عمر یہ بعید ہے کہ یہ امت مجھے اسی طرح چھوڑ دے اگر چہ یہ مجھے نقصان دیں یا نہ دیں وہ مجھ سے ضرور بیعت طلب کریں اور وہ میرے بعد خون سے دریغ نہیں کریں گے یہاں تک کہ آپ نے فرمایا اے ابن عمر خدا سے ڈرو اور میری نصرت نہ چھوڑو۔

اور اسی طرح امام علیہ السلام مدینہ سے عراق تک کے راستے میں جس کسی کو ملتے اس کو اپنی نصرت کی دعوت دیتے جس طرح امام نے حضرت حر اور زہیر ابن قین جو کہ عیسائی تھا کو دعوت دی تو حر نے کہا کہ کیا آپ کے پاس کوئی توبہ کا راستہ ہے جو میرے گناہوں کے مٹا دے تو امام علیہ السلام نے فرمایا جی ہاں ہے تو حر نے کہا اے فرزندِ رسول ﷺ وہ کیا ہے تو آپ نے فرمایا اپنے نبی کے نواسے کی مدد کر اور اس کے ساتھ دشمنوں کے مقابلے میں جنگ کر۔

اور مشن امام حسین یہ تھا کہ رسالت کی تبلیغ اور لوگوں تک عقائدی ،روحانی ، اخلاقی ،سیاسی اور اجتماعی پیغامات پہنچانا تھا ۔

آخر میں ہم بھی خدا سے دعا گو ہیں کہ وہ ہمیں مظلوم کربلا کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بقیہ : قبیلہ بنی اسد اور حبیب ابن مظاہر

اور پھر مرجع عالی قدر دام ظلہ خود جواب دیتے ہیں کہ جو معرفت اور تقویٰ حبیب جیسے لوگوں کے پاس تھی وہ ان کے پاس موجود نہیں تھی اس لئے حبیب کو خود بلایا اور ان کو کہا کہ تم چلے جاؤ۔

میں یہاں پر ایک اور واقعہ بھی تحریر کروں گا جو اس کا موجب ہے کہ حبیب کو بلایا جائے حبیب میں نصرت امامؑ کی قابلیت ہےجب کربلا میں امام حسینؑ نے بارہ علم بنائے تو آپ نے گیارہ علم اپنے اصحاب کو دے دیے اور ایک علم بچ گیا تو ہر صحابی یہ چاہتا تھا کہ امام حسین علیہ السلام یہ بارہوں علم اس کو دے دیں تو مجمع میں ایک صحابی کھڑا ہوا اور کہا کہ یا مولای ناولنی هذه الراية لا طعن بها القوم صدورهم فقال له الحسين عليه السلام نعم الرجل انت ولكن هذه الراية لرجل يركز ها فی صدور الاعداء وهو ايضا يعرفنا حق المعرفة فقال له ومن تعنى بذلک يا مولای فقال له الحسين اعنى بذلک الرجل الفاخر و العنصر الطاهر حبيب ابن مظاهر

اے میرے مولا یہ عَلم آپ مجھے دے دیں تاکہ اس کے ذریعے سے میں اس قوم کے سینہ میں نیزے کو ماروں تو آپ نے فرمایا کہ آپ کتنے اچھے مرد ہیں لیکن میں یہ علم اس کو دوں گا جو اس علم کو دشمنوں کے سینوں میں بھی گاڑھ دے گا اور ہماری حقیقی معرفت بھی رکھتا ہوگا تو اس شخص نے پوچھا کہ مولا آپ کی مراد کونسا شخص ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا کہ میری مراد رجل فاخر عنصر طاہر حبیب بن مظاہر ہے ۔ تو اس شخص نے عرض کیا کہ مولا حبیب کہاں ہیں ؟ تو مولا نے فرمایا کہ میں اس کو ابھی خط لکھ کر بلاتا ہوں ۔

اسی وجہ سے علماء فرماتے ہیں کہ کہ حضرت حبیب کی زیارت کو ترک نہیں کرنا چاہئے ۔ الشیخ عبد اللہ المامقانی فرماتے ہیں : ومن الشهداء حبيب ابن مظاهر فلا ينبغى ترك زيارته لجلالة قدره عند الله وعند الحسين عليه السلام کہ حضرت حبیب شہداء کربلا میں سے ہیں ان کی زیارت کو نہ چھوڑیں کیونکہ ان کی قدر و منزلت اللہ کے ہاں بھی ہے اور امام حسین علیہ السلام کے ہاں بھی ۔

حضرت حبیب اور ہمارے لئے نمونہ عمل :

حضرت حبیب کے بارے میں ملتا ہے کہ وہ حافظ قرآن تھے اور قرآن کو دن اور رات میں ختم کرتے تھے اور اس بات کی گواہی خود مولا حسین علیہ السلام نے دی ہے اور فرمایا ہے کہ : حبیب کنت فاضلا تختم القرآن فی لیلۃ واحدۃ اے حبیب تم فاضل تھے اور قرآن کو ایک رات میں ختم کرتے تھے ۔

اے مؤمنین کرام حضرت حبیب کی محبت بھی قرآن سے دیکھ لیں اور ہم بھی اپنی محبت قرآن سے دیکھ لیں ۔ اے دوستو! اگر آپ بھی کربلا والوں میں ہونا چاہتے ہو تو آپ کو بھی اتنا قرآن سے پیار ہونا چاہئے جتنا حبیب کو تھا ۔ اگر آپ حبیب کے مقام تک پہنچ گئے تو پھر امام زمانہ عجل۔۔۔ خود آپ سے ملاقات کریں گے ۔ خدا ہمیں سیرت حبیب پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

عظمتِ عزادار اور قرآن

سماحۃ آیۃ اللہ العظمیٰ المرجع الدینی الکبیر الشیخ بشیر حسین النجفی

وَ سِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا وَ فُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَ قَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ(زمر ۷۳)

اور جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے تھے وہ گروہ در گروہ بہشت کی طرف زبردستی لے جائے جائیں گے اور یہاں تک کہ جب اس کے پاس پہنچیں گے اور بہشت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور ان کے نگہبان ان سے کہیں گے سلام علیکم تم اچھے رہے تم بہشت میں ہمیشہ کے لئے داخل ہوجاؤ۔

مرجع عالی قدر دام ظلہ اس آیت کی تفسیر یوں فرماتے ہیں لیکن اس آیت کی تفسیر بیان کرنے سے پہلے ہم مرجع عالی قدر دام ظلہ کے جملات اس آیت کے بارے میں تحریر کرتے ہیں

مرجع عالی قدر فرماتے ہیں کہ :

خدا کی قسم میں پہلے سوچتا تھا کہ ان لوگوں کو کیوں جنت میں زبردستی لے جایا جائے گا؟یہ لوگ خود ہی جنت میں کیوں نہیں جائیں گے ؟ وہ کونسی چیز ہے جو ان لوگوں کو جنت میں جانے سے روکے گی ؟ لیکن جب میں نے اس روایت کو پڑھا (جو ابھی نیچے درج کی جائے گی) تو مجھ پر یہ بات واضح ہوئی کہ میدان محشر میں امام حسین علیہ السلام کی زیارت کی وجہ سے یہ لوگ ہر چیز کو بھول جائیں گے اور جنت اور اس کی ہر نعمت سے بڑھ کر امام حسین علیہ السلام کی زیارت کو اہمیت دیں گے روایت میں ہے کہ قیامت والے دن جب حضرت امام حسین علیہ السلام اپنے چاہنے والوں اور شیعوں کی شفاعت فرمائیں گے تو ایک ندا آئے گی اے حسین کے شیعو! تم کو بشارت ہو کہ تم کو معاف کر دیا گیا ہے اور عنقریب تمہیں جنت میں داخل کر دیا جائے گا پھر ایک آواز آئے گی کیا تم امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنا چاہتے ہو تو اس وقت شیعہ کہیں گے ہم اپنی زندگی میں امام حسین علیہ السلام کی قبر کی زیارت کرتے تھے دور سے بھی امام حسین علیہ السلام پر سلام بھیجتے تھے اپنی مجالس و محافل میں ہمیشہ ان کا ذکر کرتے تھے اور زندگی میں تمنا کرتے تھے کہ امام حسین علیہ السلام کے ساتھ ہی رہیں یہ تو ہمارا حال دنیا میں تھا تو پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم اس آخرت میں امام حسین علیہ السلام کی زیارت نہ کریں اے اللہ ہمیں جگر گوشہ رسول امام حسین علیہ السلام کی زیارت سے مشرف فرما پس اس وقت امام حسین علیہ السلام سب سے سامنے ظاہر ہوں گے اور شیعہ ان کی زیارت کرنے لگیں گے اور جم غفیر کی صورت بہت دیر تک وہیں کھڑے ہو کر امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرتے رہیں گے شیعوں کا یہ حال ہوجائے گاکہ وہ سوائے امام حسین علیہ السلام کے کسی چیز کی طرف توجہ نہیں دیں گے پس یہ صورتحال دیکھ کر جنت کے دربان اور محافظ شیعوں کو جنت میں داخل ہونے کے لئے کہیں گے تو شیعہ ان کو کہیں گے کہ ہم کو امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنے دیں پھر اس کے بعد جنت سے حوریں آکر شیعوں سے جنت میں جانے کا مطالبہ کریں گی لیکن کوئی بھی ان کی طرف توجہ نہ دے گا۔ (نوٹ : کامل الزیارات کی اس روایت کو مرجع عالی قدر دام ظلہ نے بالمعنی ذکر کیا ہے اور ہم آسانی کی خاطر اصل متن روایت بالعربی تحریر کر رہے ہیں)

عَنْ زُرَارَةَ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ ع يَا زُرَارَةُ إِنَّ السَّمَاءَ بَكَتْ عَلَى الْحُسَيْنِ أَرْبَعِينَ صَبَاحاً بِالدَّمِ وَ إِنَّ الْأَرْضَ بَكَتْ أَرْبَعِينَ صَبَاحاً بِالسَّوَادِ وَ إِنَّ الشَّمْسَ بَكَتْ أَرْبَعِينَ صَبَاحاً بِالْكُسُوفِ وَ الْحُمْرَةِ وَ إِنَّ الْجِبَالَ تَقَطَّعَتْ وَ انْتَثَرَتْ وَ إِنَّ الْبِحَارَ تَفَجَّرَتْ وَ إِنَّ الْمَلَائِكَةَ بَكَتْ أَرْبَعِينَ صَبَاحاً عَلَى الْحُسَيْنِ ع وَ مَا اخْتَضَبَتْ مِنَّا امْرَأَةٌ وَ لَا ادَّهَنَتْ وَ لَا اكْتَحَلَتْ- وَ لَا رَجَّلَتْ حَتَّى أَتَانَا رَأْسُ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ زِيَادٍ وَ مَا زِلْنَا فِي عَبْرَةٍ بَعْدَهُ وَ كَانَ جَدِّي إِذَا ذَكَرَهُ بَكَى حَتَّى تَمْلَأَ عَيْنَاهُ لِحْيَتَهُ وَ حَتَّى يَبْكِيَ لِبُكَائِهِ رَحْمَةً لَهُ مَنْ رَآهُ وَ إِنَّ الْمَلَائِكَةَ الَّذِينَ عِنْدَ قَبْرِهِ لَيَبْكُونَ فَيَبْكِي لِبُكَائِهِمْ كُلُّ مَنْ فِي الْهَوَاءِ وَ السَّمَاءِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ وَ لَقَدْ خَرَجَتْ نَفْسُهُ ع فَزَفَرَتْ جَهَنَّمُ زَفْرَةً كَادَتِ الْأَرْضُ تَنْشَقُّ لِزَفْرَتِهَا وَ لَقَدْ خَرَجَتْ نَفْسُ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ زِيَادٍ وَ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ فَشَهَقَتْ جَهَنَّمُ شَهْقَةً لَوْ لَا أَنَّ اللَّهَ حَبَسَهَا بِخُزَّانِهَا لَأَحْرَقَتْ مَنْ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ مِنْ فَوْرِهَا وَ لَوْ يُؤْذَنُ لَهَا مَا بَقِيَ شَيْءٌ إِلَّا ابْتَلَعَتْهُ وَ لَكِنَّهَا مَأْمُورَةٌ مَصْفُودَةٌ- وَ لَقَدْ عَتَتْ عَلَى الْخُزَّانِ غَيْرَ مَرَّةٍ حَتَّى أَتَاهَا جَبْرَئِيلُ فَضَرَبَهَا بِجَنَاحِهِ فَسَكَنَتْ وَ إِنَّهَا لَتَبْكِيهِ وَ تَنْدُبُهُ وَ إِنَّهَا لَتَتَلَظَّى عَلَى قَاتِلِهِ وَ لَوْ لَا مَنْ عَلَى الْأَرْضِ مِنْ حُجَجِ اللَّهِ لَنَقَضَتِ الْأَرْضَ وَ أَكْفَأَتْ بِمَا عَلَيْهَا وَ مَا تَكْثُرُ الزَّلَازِلُ إِلَّا عِنْدَ اقْتِرَابِ السَّاعَةِ وَ مَا مِنْ عَيْنٍ أَحَبَّ إِلَى اللَّهِ وَ لَا عَبْرَةٍ مِنْ عَيْنٍ بَكَتْ وَ دَمَعَتْ عَلَيْهِ وَ مَا مِنْ بَاكٍ يَبْكِيهِ إِلَّا وَ قَدْ وَصَلَ فَاطِمَةَ ع وَ أَسْعَدَهَا عَلَيْهِ وَ وَصَلَ رَسُولَ اللَّهِ وَ أَدَّى حَقَّنَا وَ مَا مِنْ عَبْدٍ يُحْشَرُ إِلَّا وَ عَيْنَاهُ بَاكِيَةٌ إِلَّا الْبَاكِينَ عَلَى جَدِّيَ الْحُسَيْنِ ع فَإِنَّهُ يُحْشَرُ وَ عَيْنُهُ قَرِيرَةٌ وَ الْبِشَارَةُ تَلْقَاهُ وَ السُّرُورُ بَيِّنٌ عَلَى وَجْهِهِ وَ الْخَلْقُ فِي الْفَزَعِ وَ هُمْ آمِنُونَ وَ الْخَلْقُ يُعْرَضُونَ وَ هُمْ حُدَّاثُ الْحُسَيْنِ ع تَحْتَ الْعَرْشِ وَ فِي ظِلِّ الْعَرْشِ لَا يَخَافُونَ سُوءَ يَوْمِ الْحِسَابِ يُقَالُ لَهُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ فَيَأْبَوْنَ وَ يَخْتَارُونَ مَجْلِسَهُ وَ حَدِيثَهُ وَ إِنَّ الْحُورَ لَتُرْسِلُ إِلَيْهِمْ أَنَّا قَدِ اشْتَقْنَاكُمْ مَعَ الْوِلْدَانِ الْمُخَلَّدِينَ فَمَا يَرْفَعُونَ رُءُوسَهُمْ إِلَيْهِمْ لِمَا يَرَوْنَ فِي مَجْلِسِهِمْ مِنَ السُّرُورِ وَ الْكَرَامَةِ وَ إِنَّ أَعْدَاءَهُمْ مِنْ بَيْنِ مَسْحُوبٍ بِنَاصِيَتِهِ إِلَى النَّارِ وَ مِنْ قَائِلٍ فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِينَ وَ لَا صَدِيقٍ حَمِيمٍ وَ إِنَّهُمْ لَيَرَوْنَ مَنْزِلَهُمْ وَ مَا يَقْدِرُونَ أَنْ يَدْنُوا إِلَيْهِمْ وَ لَا يَصِلُونَ إِلَيْهِمْ وَ إِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَأْتِيهِمْ بِالرِّسَالَةِ مِنْ أَزْوَاجِهِمْ وَ مِنْ خُدَّامِهِمْ عَلَى مَا أُعْطُوا مِنَ الْكَرَامَةِ فَيَقُولُونَ نَأْتِيكُمْ إِنْ شَاءَ اللَّهُ فَيَرْجِعُونَ إِلَى أَزْوَاجِهِمْ بِمَقَالاتِهِمْ فَيَزْدَادُونَ إِلَيْهِمْ شَوْقاً إِذَا هُمْ خَبَّرُوهُمْ بِمَا هُمْ فِيهِ مِنَ الْكَرَامَةِ وَ قُرْبِهِمْ مِنَ الْحُسَيْنِ ع فَيَقُولُونَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَفَانَا الْفَزَعَ الْأَكْبَرَ وَ أَهْوَالَ الْقِيَامَةِ وَ نَجَّانَا مِمَّا كُنَّا نَخَافُ وَ يُؤْتَوْنَ بِالْمَرَاكِبِ وَ الرِّحَالِ عَلَى النَّجَائِبِ فَيَسْتَوُونَ عَلَيْهَا وَ هُمْ فِي الثَّنَاءِ عَلَى اللَّهِ وَ الْحَمْدِ لِلَّهِ وَ الصَّلَاةِ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ حَتَّى يَنْتَهُوا إِلَى مَنَازِلِهِمْ.

كامل الزيارات، النص، ص: ۸۲

قبیلہ بنی اسد اور حبیب ابن مظاہر

الشیخ قیصر عباس نجفی

قبیلہ بنی اسد تین قبیلوں کے لئے بولا جاتا ہے بالفاظِ دیگر عرب کے تین قبیلوں کا نام اسد ہے اور بعد میں ان کی اولادوں کو کہا جاتا تھا کہ یہ بنی اسد کا قبیلہ ہے۔ پہلا قبیلہ جس کا نام اسد تھا وہ اسد بن عبد العزی بن قصی، دوسرا قبیلہ جس کا نام اسد تھا وہ اسد بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر، اور تیسرا قبیلہ جس کا نام اس تھا وہ اسد بن ربیعہ بن نزار ہے۔

اور دوسرا قبیلہ جو کہ اسد بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر ہے یہی وہ قبیلہ ہے کہ جو شہرت رکھتا ہے۔

اور حضرت حبیب ابن مظاہر اسی قبیلے سے تھے اور اس بنی اس قبیلے کا نسب جنابِ خزیمہ پر رسول اللہ ﷺ سے جاملتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ کنانہ بن خزیمہ سے ہیں جبکہ حضرت حبیب اور باقی بنی اسد والے اسد بن خزیمہ کی اولاد سے ہیں۔

اس اس قبیلہ بنی اسد کی چند خصوصیات ہیں جو ہم بیان کر رہے ہیں:

۱: بنی اسد کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اور کربلا میں بی بی زینب سلام اللہ علیھا کے اقوال ہیں جو کہ ان کی عظمت پر دلالت کرتے ہیں مثلاً کربلا میں بی بی زینب سلام اللہ علیھا نے امام سجاد علیہ السلام سے فرمایا تھا:

لقد اخذا لله ميثاق اناس من هذه الامة لا تعرفهم فراعنه هذه الارض و هم معروفون فی اهل السموات انهم يجمعون هذه الاعضاء المتفرقة فيوارونها و ينصبون لهذاالطف علما تعبر ابيك سيدالشهداء لا يدرس اثره و لا يعفو رسمه علی كرور الليالی و الايام

بی بی سلام اللہ علیھا نے فرمایا تھا خدا نے اس امت کے کچھ لوگوں سے میثاق لیا ہے کہ جن لوگوں کو اس زمین کے فرعون نہیں جانتے وہ لوگ اہل آسمان کے ہاں مشہور ہیں وہ ان بکھرے ہوئے اعضاء کو جمع کریں گے اور دفن کریں گے اور آپ کے بابا سید الشہداء علیہ السلام کی قبر کے لئے کربلا میں علم نصب کریں گے کہ جس کا نشان دن و رات کے گزرنے سے ختم نہیں ہوگا۔

ایسے کلمات ہمیشہ بنی اسد کی عظمت کی گواہی دیتے رہیں گے۔

۲: کربلا میں نہر علقمی کو علقمہ نامی اسدی نے کھودا۔

۳: امام سجاد علیہ السلام کے ساتھ شہداءِ کربلا کو دفن کیا۔

۴: امام حسینؑ اور حضرت عباسؑ کے قبہ اور گنبد پر جو سرخ علم لگا ہوا ہے وہ بھی بنی اسد کی میراث ہے اور اس سرخ علم کا مقصد یہ ہے کہ جس کے قبہ پر یہ سرخ علم لگا ہوا ہے وہ مقتول ہے شہید ہے اور اس کے خون کا بدلہ ابھی تک نہیں لیا گیا۔

۵: کربلا کی زمین مولا امام حسینؑ نے بنی اسد سے خریدی تھی۔

٦: بنی اسد کربلا کے جوار میں رہتے ہیں اور صدیوں سے زائرین امام حسینؑ کی خدمت کرتے چلے آرہے ہیں۔

٧: امام زمانہؑ کے جو چار نائب خاص ہیں ان میں سے دو بنی اسد سے تعلق رکھتے ہیں ۔ عثمان بن سعید المعمری الاسدی اور اس بیٹا محمد بن عثمان بن سعید العمری الاسدی یہ دونوں امام زمانہؑ کے نائب خاص تھے اور قبیلہ بنی اسد سے تھے ۔

٨: قبیلہ بنی اسد کے کافی مقدار میں لوگ کربلا میں شہید ہوئے ہیں ۔

٩: امام حسین علیہ السلام کی نصرت کے لئے جب حبیب ابن مظاہر نے بنی اسد کے لوگوں کو بلایا تھا تو اس وقت کافی مقدار میں ان لوگوں نے حضرت حبیب کی آواز پر لبیک کہی تھی ۔

اس قبیلے کے کچھ افراد کے نام جو امام حسینؑ کے ساتھ کربلا میں شہید ہوئے :

١: حبیب بن مظاہر بن رباب بن الاشتر بن حجوان بن فقعس بن طریف بن عمر بن قص۔۔۔ بن الحارث بن ثعلبہ بن دودان بن اسد بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان

٢: علی بن مظاہر الاسدی یہ بھائی ہیں حضرت حبیب ابن مظاہر کے اور یہ کربلا میں شہید ہوئے ہیں ۔

٣: یزید بن مظاہری الاسدی یہ حضرت حبیب کا بھائی نہیں ہے بلکہ اس کا رشتہ دار ہے یہ بھی کربلا میں شہید ہوئے۔

٤: ربیعہ بن ثعلبہ بن ریاب بن الاشتر بن حجوان بن فقعس آپ کی کنت ابا ثور تھی آپ بھی کربلا میں شہید ہوئے۔

٥: ربیعہ بن حوط بن ریاب بن الاشتر

٦: مسلم ابن عوسجہ یہ بھی بنی اسد سے تھے۔

٧: محمد ابن حبیب بن مظاہر یہ

٨: قیس بن مسہر یہ بھی اسدی تھا۔

یہ کچھ نام تبرکا ذکر کیے ہیں ورنہ اور بھی بہت سارے نام ہیں اس قبیلے کہ جو کربلا میں شہید ہوئے ہیں ان ناموں کے ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ دین اسلام جو کہ مشکلات میں گھر چکا تھا اور انقلاب حسینی کی وجہ سے یہ اسلام دوبارہ زندہ ہوا اس اسلام کو زندگی دینے میں بنی اسدا کا بھی اپنا کردار ہے اپنا حصہ ہے۔

قبیلہ بنی اسد اور شعراء :

بنی اس کے قبیلے شعراء بھی گزرے ہیں جنہوں نے آئمہ علیھم السام کی مدح میں قصیدے لکھے ہیں مثلا کمیت اول اور کمیت ثانی یہ دونوں بنی اسد سے تھے اور حضرت حبیب بن مظاہر کے اقرباء میں سے تھے ۔

اس موقع پر ابو عبیدہ نے ایک جملہ کہا ہے جو کہ سونے کے پانی سے لکھنے کے قابل ہے وہ کہتے ہیں : قال ابو عبیدہ لو لم یکن لبنی اسد منقبۃ غیر الکمیت لکفاھم ابو عبیدہ نے کہا کہ اگر بنی اسد کے لئے کوئی اور منقبت اور فضیلت نہ ہو تو ان کے لئے یہ کمیت ہی کافی ہے۔

اور ابو عکرمہ نے کہا ہے : لو لا شعر الکمیت لم لکن للغۃ ترجمان اگر کمیت کے اشعار نہ ہوتے تو لغت کا ترجمان نہ ہوتا ۔

اور ان کے بہت سارے قصائد کا ترجمہ جرمنی زبان میں ہوچکا ہے یہ کمیت ٦٠ ہجری کو پیدا ہوئے اور ١٢٦ ہجری میں وفات پائی ۔

قبیلہ بنی اسد میں سے حضرت حبیب ابن مظاہر بھی ہیں کہ جن کا لقب شیخ الانصار تھا حضرت حبیب ابن مظاہر نجلہ کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے اور کوفہ میں پلے بڑھے ۔ آپ کو صحابی رسول ﷺ ہونے کا شرف حاص ہے ۔ شبستری نے آپ کے بارے میں یوں کہا ہے : تشرف بخدمۃ رسول ﷺ و سمع منہ احادیث آپ کو خدمت رسول ﷺ کا شرف حاص ہوا اور رسول اکرم ﷺ سے احادیث بھی سنی ۔ آپ مولا علی علیہ السلام کے ساتھ رہے آپ کے ساتھ جنگوں میں بھی شریک ہوئے اور آپ مولا علیؑ کے خاص صحابہ میں سے تھے کہ جن کے پاس اسرار تھے ۔ اھل سیر نے لکھا ہے کہ :

ان حبیبا کان ممن کتب الحسین علیہ السلام حضرت حبیب ان لوگوں میں سے تھے کہ جنکو امام حسین علیہ السلام نے خط لکھا تھا واقعہ کربلا کے وقت حبیب ابن مظاہر کی عمر ٧٥ برس تھی ۔آپ کی شادی بنی اسد کی ایک خاتون سے ہوئی جو بڑی عظمت کی مالک تھیں۔ آپ کے تین بیٹے تھے قاسم ، محمد اور عبد اللہ۔

آپ کا ایک بٹیا کربلا میں شہید ہوا ہے ۔ اس کے نام میں اختلاف ہے کہ وہ قاسم ہے یا محمد اور اسی طرح آپ کا ایک بھائی بھی کربلا میں شہید ہوا ہے ۔

حضرت حبیب کی زوجہ کی عظمت کا واقعہ تاریخ میں یوں ملتا ہے کہ ایک دن آپ کی زوجہ معظمہ سوئی ہوئی تھی کہ عالم خواب میں دیکھتی ہیں کہ جناب زہراء سلام اللہ علیھا تشریف لاتی ہیں اور فرماتی ہیں اے اسدیہ حبیب کا کیا حال ہے تو اسدیہ نے جواب دیا کہ وہ ٹھیک ہیں تو بی بی سلام اللہ علیھا نے فرمایا: اے اسدیہ "قولی لحبیب سلم علیک مولاتک فاطمۃ الزھراء و تقول لک خضب کریمتک یا حبیب " حبیب کو کہو کہ فاطمہ زہراء آپ کو سلام کہتی ہیں اور کہتی ہیں کہ آپ اپنی داڑھی کو خضاب کرو۔

اس خواب میں بی بی زہراء سلام اللہ نے حبیب کی زوجہ کو حضرت حبیب کی شہادت کی بشارت دی ہے اور جب شہداء کربلا کے بعد بی بیوںؑ کو کوفہ لایا گیا اور حبیب کی زوجہ کو پتہ چلا کہ آل محمد ﷺ کے قیدی کوفہ آگئے ہیں تو انہوں نے اپنے بیٹے کو بلایا اور کہا کہ جاؤ مدینے والے سرداروں سے پوچھ کر آو کہ حبیب بیض وجوھنا ام لا کہ حبیب نے ہمارے چہروں کو روشن کیا ہے یا نہیں؟ تو بیٹا باہر آیا اور جب اپنے بابا کا سر دیکھا اور یہ قافلہ بھی حضرت حبیب کے گھر کے قریب آچکا تھا تو بیٹے نے چلا کر کہا کہ اے امی جان آؤ میرے بابا کا ستقبال کرو تو حبیب کی زوجہ نے جب حضرت حبیب کا سر دیکھا تو تاریخی جمہ فرمایا: بیض اللہ وجھک کما بیضت وجھی عند الزھراء علیھا السلام اے حبیب ! خدا تیرے چہرے کو روشن کرے جیسا کہ تو نے میرے چہرے کو جناب زھراءؑ کے ہاں روشن کیا ہے۔

اکثر مؤمنین جب مرجع عالی قدر آیت اللہ بشیر حسین نجفی دام ظلہ سے ملاقات کرنے آتے ہیں تو وہ آپ سے سوال کرتے ہیں کہ ہم کونسا عمل کریں تاکہ ہماری ملاقات امام زمانہ علیہ السلام سے ہوجائے تو مرجع عالی قدر جواب میں فرماتے ہیں کہ : تم حبیب بن جاؤ امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف آپ سے خود ملاقات کریں گے ۔ آپ نے کربلا میں نہیں دیکھا کہ کچھ اصحاب کو امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ تم چلے جاؤ جو آپ کے ساتھ موجود تھے اور کچھ کو خط لکھ کر اپنے پاس بلاتے ہیں کہ تم میری نصرت کے لئے آؤ اور حبیب بھی ان لوگوں میں سے تھے کہ جن کو امام علیہ السلام نے خط لکھا تھا۔ تو مرجع عالی قدر دام ظلہ یہاں پر خود سوال کرتے ہیں کہ امام کا یہ دوھرا معیار کیوں ؟ کچھ کو کہتے ہیں کہ تم چلے جاؤ اور کچھ کو خط لکھ کر بلاتے ہیں ۔۔ (بقیہ صفحہ نمبر ١٣)

ماہ محرم الحرام اور مناسبات

1محرم الحرام

ایامِ حسینی کا آغاز

شعب ابی طالب کا محاصرہ

جنگ ذات الرقاع

اہل مدینہ کیا یزید کے خلاف خروج

2محرم الحرام

امام حسین علیہ السلام کا کربلا وارد ہونا

3 محرم الحرام

امام حسین علیہ السلام کا کوفے والوں کو خط لکھنا

عمر سعد کا کربلا پہنچنا

4 محرم الحرام

قاضی شریح نے امام حسین علیہ السلام کے قتل کا فتویٰ دیا

6 محرم الحرام

حبیب ابن مظاہر کا بنی اسد سے نصرت طلب کرنا

لشکرِ یزید کا کربلا میں جمع ہونا

کربلا میں فرات پر عمر سعد کا پہلا محاصرہ

۷_محرم الحرام

امام حسین علیہ السلام پر پانی کو بند کرنا

امام حسین علیہ السلا کے ابن سعد سے مذاکرات

8 محرم الحرام

خیام حسینی میں پانی کا ختم ہوجانا

9 محرم الحرام

خیامِ حسینی کا محاصرہ

کربلا کی جنگ کو ایک دن کے لئے مؤخر کرنا

10 محرم الحرام

شہادت امام حسین علیہ السلام اور اصحاب حسین

امام حسین علیہ السلام کا سر کوفہ میں

قتلِ ابن زیاد

قیام امام مہدی علیہ السلام

وفاتِ حضرت ام سلمہ

11 محرم الحرام

اسیرانِ کربلا کی کربلا سے روانگی

12 محرم

دفن شہدائے کربلا

13 محرم الحرام

شہادتِ عبد اللہ بن عفیف

اسیران آل محمد کا دربارِ ابن زیاد میں داخلہ

15 محرم الحرام

شہداء کے سر کو شام کی طرف روانہ کرنا

19 محرم الحرام

اسیران اہلبیت کا شام کی طرف سفر کرنا

25 محرم الحرام

شہادت امام سجاد علیہ السلام

26 محرم الحرام

شہادت علی بن حسن مثلث

28 محرم الحرام

حذیفہ بن یمان کی وفات

29 محرم الحرام

اسیران اہلبیت کا شام میں داخلہ

آیت اللہ العظمی الشیخ بشیر حسین نجفی دام ظلہ کا خطباء اور مبلغین کے نام پیغام

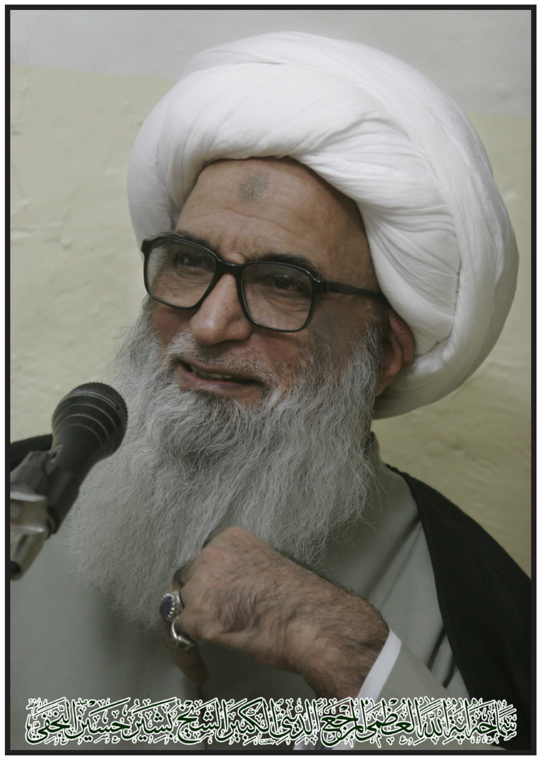

الحمد لله رب العالمين بارئ الخلائق اجمعين وله الشكر على هدايته لدينه و اله المنة على مادعا اليه من سبيله و الصلاة و السلام على سيد عباد الله الصالحين من الاولين و الآخرين محمد و آله القادة الهداة الميامين.

قال الله سبحانه و تعالى › ادع الى سبيل ربک بالحکمة و الموعظة الحسنة صدق الله العلى العظيم

میرے عزیز بھائیو، محترم خطباء ، منبر حسینی کے خدمت گزارو اور میدان خطابت کے شہسوارو، بے شک اللہ تعالی نے آپ کو ایسی نعمت سے نوازا ہے کہ آپ امام زمانہ علیہ السلام کے نائبین فقہاء کے فریضہ کے بعد سب سے اہم ، اشرف اور افضل عمل و فریضہ انجام دے رہے ہیں کہ جو لوگوں کو دین کی طرف دعوت دیناء انہیں وعظ و نصیحت ، تبلیغ اور ہدایت کی رہنمائی کرنا ہے ۔ ہمارے آئمہ طاہرین علیھم السلام نے اپنے قول و عمل کے ذریعے پورے سال کے دوران اور خاص طور پر محرم کے ایام میں عزاداری اور مجالس عزا برپا کرنے کی بہت تاکید کی ہے ۔ آئمہ طاہرین کی جانب سے مجالس عزاء کا اس قدر اہتمام اور تاکید امام حسین علیہ السلام سے خونی ، روحانی اور عاطفی رشتہ کی بنا پر نہ تھے بلکہ یہ سب اہتمام فقط اس وجہ سے تھا کہ سید الشہداء کے مقدس انقلاب اور قربانیوں نے اس دین اسلام کو حیات ابدی بخشی کہ جو شجرہ ملعونہ بنی امیہ کے ظلم و ستم ، فساد اور بے راہ روی کے تلے اپنے آثار کھو رہا تھا۔ بنی امیہ کا امت مسلمہ پر تسلط اور اسلام کو مٹانے کی کوشش کرنا امت کے اس انحراف کا نتیجہ تھا کہ جس کی وجہ سے ظاہری حکومت اس کے اصل حقداروں سے غصب ہو کر کے نااہل افراد کے ہاتھوں میں آ گئی ۔

جب ہم واقعہ کربلا سے پہلے اور بعد والے حالات کا جائزہ لیتے ہیں تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام کو بچانے کے لئے امام حسین علیہ السلام کا قیام اور ایسا حسینی انقلاب نہایت ضروری اور حتمی تھا اور اسی جانب رسول خداؐ کے ارشادات بھی اشارہ کرتے ہیں ۔ دین کے حقیقی قائدین رسول خداؐ ، حضرت علی ، حضرت امام حسن علیہ السلام یہ جانتے تھے کہ دین کو بچانے کے لئے اس انقلاب حسینی کی اشد ضرورت تھی یہی وجہ ہے کہ آئمہ علیھم السلام نے اس قیام حسینی اور اس کی یاد کو زندہ اور باقی رکھنے پر بہت زور دیا ہے کیونکہ اس انقلاب کی بقا دین ہے جب تک اس انقلاب کا شعلہ روشن اور مستمر رہے گا لوگوں کو شریعت محمدی کے احیا اور دین کی مدد و نصرت کیلئے ابھارتا، ان کے شوق اور ہمت میں اضافہ کرتا اور ان کے نفوس پر تاریخی اثرات رونما کرتا رہے گا۔

پس اس اعتبار سے خطباء کا عمل اسی سانچہ میں آتا ہے کہ جس کی کڑی شہداء اور اسلام کی خاطر قربانیاں دینے والوں کے سلسلہ سے جا ملتی ہے ۔ میں آپ کو اس عظیم رتبے اور منزلت پر فائز ہونے پر خراج تحسین اور مبارکباد پیش کرتا ہوں ۔

پوری دنیا میں اور خاص طور پر جنوبی ایشیا اور عراق میں اس وقت شیعہ جن حالات سے گزر رہے ہیں اس کے پیش نظر اور خطابت کے اہم فریضہ کی اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے ضروری ہے کہ درج ذیل بنیادی امور کو ملحوظ خاطر رکھا جائے ۔

۱۔ امام حسن علیہ السلام کے جگر خوار ہند کے بیٹے کے ساتھ جنگ بندی کے بعد سے لے کر آج تک عراق کبھی بھی ظالموں کے ہاتھوں سے آزاد نہیں ہوا ہے۔ پس ایک ظالم سے دوسرے ظالم اور دوسرے ظالم سے تیسرے ظالم کے ہاتھ میں چلا آرہا ہے، پس عراق ہمیشہ ظالموں کے تسلط اور قبضے میں رہا کہ جو اس عراق کو وحشیوں کی طرح نوچتے اور درندوں کی طرح چیر پھاڑ کرتے رہے ان ظالم حکومتوں نے ہمیشہ عراقی عوام کو دین اور اہل بیت علیھم السلام سے دور کرنے کی بھر پور کوشش کی۔ لیکن آئمہ اطہار علیھم السلام کی برکت اور ہمارے علماء ابرار کی کوششوں سے یہ عوام دین کے دائرہ میں رہی اور حوزہ علمیہ نجف اشرف ہمیشہ رونما ہونے والے احداث و واقعات پر گہری نظر رکھے رہا اور عوام کے دلوں میں دین کے شعلے کو روشن رکھنے کے لئے تاریخ میں متعدد دفعہ ظالم حکومتوں کے مقابلے میں آ کھڑا ہوا۔

اسی طرح جنوبی ایشیا اور خاص طور پر پاکستان میں طاغوتی طاقتوں نے ہمیشہ شیعان حیدر کرار کو دین سے دور کرنے اور ان کے عقائد میں رخنہ ڈالنے کے لئے تمام تر وسائل کو استعمال کیا۔

۲۔ خطیب کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے فریضہ کو خالصتا خدا کی رضا اور خوشنودی کے لئے انجام دے اور منبر حسینی کے ذریعے لوگوں کو دین کا پابند رہنے اور علماء و حوزات علمیہ سے مربوط رہنے کی تاکید کرے ۔ ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم اس بات کی طرف متوجہ رہیں کہ ہمارے درمیان کچھ ایسے نجس ہاتھ اور شرپسند نفوس و عناصر موجود ہیں کہ جو لوگوں کو حوزہ علمیہ نجف اشرف سے دور کرنے اور اس سے ہر طرح کی وابستگی کو ختم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں تاکہ عوام بھیڑیوں کے لئے آسان لقمہ بن جائے اور وہ جیسے چاہیں اسے کھائیں اور جس طرح چاہیں اس سے اپنی مرضی سے کام لیں ۔

واجب ہے کہ ہم لوگوں کو مجالس عزاء اور ماتمی جلوسوں میں شرکت کرنے کی تاکید کریں اور اس کے ساتھ انہیں ان جلوسوں میں شریعت کے حدود سے باہر نکلنے سے روکیں اور انہیں ایسے کاموں کی اجازت نہ دیں کہ جو امام حسین علیہ السلام کے مقدس انقلاب کی توہین کا باعث بنیں۔
اسی طرح ضروری ہے کہ عزاداری کو سیاسی مقاصد سے دور رکھا جائے اور کوئی شخص امام حسین علیہ السلام کی عزاداری اور اس واقعہ کو اپنے دنیاوی اور سیاسی مقاصد کے لئے استعمال نہ کرے۔
۳۔ ہمیں بہت سی مصدقہ خبریں موصول ہوئی ہیں کہ انسان نما شیاطین نے بہت سی گمراہ کن افکار کی نشر و اشاعت کا کام شروع کیا ہے مثلا کچھ لوگ اس بات کا دعوی کر رہے ہیں کہ وہ امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف سے ملاقات کرتے ہیں اور براہ راست ان سے احکام شرعیہ معلوم کرتے ہیں لہٰذا اب تقلید کی ضرورت نہیں ہے۔
پس جو کوئی بھی اس قسم کا دعوی رکھتا ہے خود امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف نے اس شخص کے اس دعوے کو اس وقت جھوٹا قرار دیا تھا کہ جب اس دعویدار کی ماں نے اسے جنم بھی نہیں دیا تھا۔ پس اگر آپ ان لوگوں کے چلن کا بغور ملاحظہ کریں تو آپ کو خود ہی ان کے دعووں کے جھوٹ اور فساد پر مبنی ہونے کا علم ہو جائے گا۔ پس ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم لوگوں کو محفوظ رکھنے کی کوشش کریں۔
۴۔ خطیب کے لئے واجب ہے کہ باوثوق روایات کو پڑھے اور معتبر کتابوں سے اہل بیت علیہم السلام کے فضائل و مناقب اور مصائب کو حاصل کرے۔ خطیب کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ کسی ایسی روایت کو بیان کرے کہ جس میں مذہب یا امام حسین علیہ السلام کی توہین کا پہلو موجود ہو اور بہتر یہ ہے کہ روایات کے ساتھ کتاب کا حوالہ دے تاکہ اس روایت کی مسئولیت صاحب کتاب کے ذمہ ہو جائے اور آپ نقل کرنے کی مسئولیت سے آزاد ہو جائیں۔
۵۔ خطیب کے لئے ضروری ہے کہ وہ کربلا کے واقعات کو بیان کرے اور سانحہ کربلا اور احکام دین مثلا نماز، روزہ، حج، زکوۃ، خمس، جہاد وغیرہ کے درمیان موجود ربط اور تعلق کو لوگوں کے سامنے سید الشداء علیہ السلام اور ان کے اصحاب یا آئمہ سے مروی کلمات کے ذریعے بیان کرے۔ مثلا امام حسین علیہ السلام کا یہ فرمان کہ جس میں آپ فرماتے ہیں :
الا ترون ان الحق لا يعمل به وان الباطل لا يتناهى عنه ليرغب المومن في لقاء الله محقا۔۔۔
یعنی۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ حق پر عمل نہیں ہو رہا اور باطل سے روکا نہیں جا رہا تاکہ مومن خدا تعالی سے حقیقی ملاقات کا مشتاق ہو۔۔۔۔۔
اسی طرح امام حسین علیہ السلام کے اس فرمان کو بھی پڑھا جا سکتا ہے جو انہوں نے اپنے نانا رسول اللہ ؐ کی قبر کو الوداع کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:
اللهم انی احب ان آمر بالمعروف و انهى عن المنكر۔۔۔،،
یعنی اے میرے اللہ میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو دوست رکھتا ہوں۔۔۔
میرے محترم بھائیو، فاسد حکومتیں پے در پے عوام کو دیکھنے میں ملیں انہوں نے عوام کو دین سے دور رکھنے کی پوری کوشش کی جس کے نتیجہ میں لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد اسلام کے بنیادی اصولوں اور ان ضروری احکام سے نا واقف ہے کہ جن کا نہ جاننا کسی بھی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے۔ پس آپ کے لئے ضروری ہے کہ اس جانب بھی لوگوں کو توجہ دلوائیں۔
پس اس بنا پر خطابت ایک بہت اہم اور مشکل فریضہ ہے خدا سے دعا ہے کہ خدا آپ سب کی اپنے واجبات کو ادا کرنے میں مدد فرمائے اور اس اہم فریضہ و مشکل عمل کو انجام دینے میں آسانی پیدا کرے کہ جو انبیاء و مرسلین کا فریضہ ہے خدا آپ سب کا حامی و مدد گار ہو اور وہی سب سے بہتر حامی و ناصر ہے۔
و الحمد للہ رب العالمین۔

مرجع عالی قدر دام ظلہ سے پوچھے گئے سوالات و جوابات

ترجمہ وترتیب شیخ قیصر عباس نجفی

سوال: بہت سے شیعہ اس بات کا دعوی کرتے ہیں کہ معصومین علیھم السلام تمام مجالس عاشورہ میں شرکت کرتے ہیں کیا یہ بات درست ہے؟

جواب: بعض روایات اس بات کی تصدیق کرتی ہیں کہ معصومین علیھم السلام مجالس عزا میں شریک ہوتے ہیں اور کسی کو یہ بات شک و شبہ میں مبتلاء نہ کرے کہ ایک شخص ایک ہی وقت میں اتنے زیادہ مقامات پر کیسے حاضر ہوسکتا ہے ۔ یہ سوال اس وقت درست ہے کہ جب ایسے شخص کی بات ہو جو اس طبیعی عنصری مادی جسم کی قید میں ہو لیکن جب بات غیر مادی ،نوارنی اور برزخی جسم کی ہو تو اسے زماں و مکاں کی دیواریں ایک ہی وقت میں متعدد مقامات پر حاضر ہونے سے نہیں روک سکتیں۔

سوال: ہم امامِ حسین علیہ السلام کے غم میں کیوں روتے ہیں جب کہ امام علیہ السلام زندہ ہیں اور اللہ کے حضور رزق حاصل کر رہے ہیں ؟

جواب: اہل بیت علیھم السلام سے مروی روایات میں ہمیں سید الشداء پر گریہ و زاری کرنے کی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے روایت میں ہے کہ جو شخص بھی امام حسین علیہ السلام پر گریہ و زاری کرتا ہے اس پر جنت واجب ہوجاتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ امام حسین علیہ السلام پر گریہ کرنا اہلبیت علیھم السلام کی سیرت و کردار اور نہج کو زندہ کرنا ہے اور اس کے علاوہ اس کے بہت سارے علمی و نفسیاتی فوائد بھی ہیں اور ہمارا امام حسین علیہ السلام پر گریہ کرنا حق کی باطل کے مقابل میں مدد ، ظلم و بربریت کی مخالفت ، نہج کربلاء اور سیرت معصومین علیھم السلام پر باقی رہنے کا عزم اور امام حسین علیہ السلام سے عہدِ وفا اور بیعت کی تجدید ہے ۔

سوال: فرقہ واریت کی بڑھتی ہوئی طاقت اور فرقہ وارانہ حملوں کے پیشِ نظر حسینی انجمنوں اور ماتمی دستوں کو آپ کے نزدیک کیا کرنا چاہئے ؟

جواب: عزاداروں پر واجب ہے کہ وہ فرقہ واریت اور تفرقہ بازی کی آگ سے دور رہیں اور اس فتنہ کو پھیلانے والوں کی روک تھام کریں کیونکہ اس کا نتیجہ کسی کے حق میں بھی اچھا اور صحیح نہیں ہے ۔

سوال: کچھ ماتمی دستے اور انجمنیں عزاداری اور مجلس کے دوران سڑکیں بند کر دیتے ہیں جس سے راستہ چلنے والوں کو مشکل پیش آتی ہے جبکہ بعض تو ان میں سے مرکزی سڑکیں ہوتی ہیں کہ جن کے بغیر کوئی چارہ کار ہی نہیں تو کیا ایسا کرنا جائز ہے اس بارے میں شرعی حکم کیا ہے ؟

جواب: اس بات کا جاننا ضروری ہے کہ ہمارے لئے واجب ہے کہ ہم امام حسین علیہ السلام کی عزاداری کی قدر و قیمت کو ہر چیز سے بلند و بالا سمجھیں میں سمجھتا ہوں کہ جب کسی فوجی دستے ، مشیر ، وزیر یا کسی سیاسی آمر یا سیاسی شخصیت کی آمد پر سڑکیں اور راستے بند کر دئے جاتے ہیں تو آپ نے اس وقت کبھی ایسا اعتراض نہیں کیا ہوگا اور پھر آمد و رفت کے لئے دوسری سڑکیں بھی تو استعمال کر سکتے ہیں ۔ یہ بات جان لیں کہ سید الشہداء کی عزاداری کا انعقاد کروانا اور ان میں شرکت کرنا خدا کی نعمات میں سے ہمارے لئے سب سے اہم اور بڑی نعمت ہے لہٰذا ہمیں اس کو بوجھ نہیں سمجھنا چاہئے تاکہ خدا ہم سے اس نعمت کو سلب نہ کر لے ۔

سوال: بعض خواتین امام حسین علیہ السلام کی عزاداری میں اپنے ایک سے دو سال کے بچے کے سر کو زخمی کر دیتی ہیں کیا ان کا یہ عمل جائز ہے ؟

جواب :اگر ایسا کرنا بچے کی تربیت کرنا مقصود ہو اور اس کو اہلبیت علیھم السلام کے راستے میں مصائب اور مشکلات کا عادی بنانا ہو اور دوسری جانب بچے کے لئے ایسا کرنا مضر ونقصان دہ بھی نہ ہوتو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے جیسا کہ صالحین بندے نماز روزے کے لئے اپنے بچوں کو عادی بناتے ہیں ۔

سوال: بعض ملازمین عاشورہ کے دن یا کسی اور دن ماتم و عزاداری میں شامل ہونے کے لئے چھٹی کرتے ہیں اور بعض دفعہ ان کا عزاداری میں شامل ہونے کے لئے کوئی اور عذر نہیں ہوتا لیکن وہ کسی ڈاکٹر یا ہسپتال میں جاتے ہیں اور وہاں سے بیماری کا میڈیکل سرٹیفیکیٹ لے آتے ہیں کہ جس میں انہیں ایک یا اس سے زیادہ دن کی چھٹی کا لکھا ہوتا ہے وہ ایسا اس لئے کرتے ہیں کہ ان کی تنخواہ نہ کاٹی جائے جبکہ حقیقت میں وہ مریض نہیں ہوتے بلکہ فقط عزاداری میں شامل ہونے کے لئے ایسا کرتے ہیں پس اس بارے میں جو کچھ ڈاکٹر نے لکھا ہے اس بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں ؟

جواب: جھوٹ بولنا جائز نہیں ہے اور گناہِ کبیرہ میں سے ہے اور ڈاکٹر کا یہ فعل بھی جائز نہیں ہے اگر مؤمنین اپنی تنخواہ کٹوا کر اس دن کی چھٹی حاصل کریں تو ان کے لئے بہت افضل ، اشرف اور ان کے دین کے لئے بہتر ہے اور ان کا ایسا کرنا امامِ رضا علیہ السلام کی رضا کا بھی موجب ہے ۔

سوال: کیا آپ کربلا کے قیدیوں میں سے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا کردار ذکر کریں گے؟

جواب: سانحہ کربلا کے وقت امام باقر علیہ السلام سن رضاعت میں تھے لہٰذا تاریخ میں سوائے ان کے مذکورہ مصائب میں کچھ درج نہیں کہ جن مصائب میں ان کی والدہ اور والد گرفتار ہوئے ۔

سوال: سید ابو القاسم خوئی قدس سرہ نے فرمایا تھا کہ جناب زینت علیھا السلام اسلام کے دفاع اور خدا کی راہ میں جہاد میں امامِ حسین علیہ السلام کی شریک تھیں سید ابو القاسم خوئی قدس سرہ کی اس شراکت سے کیا مراد ہے؟

جواب: اسلام اور سید الشہداء کے اوامر اور تعلیمات پر مکمل طور پر عمل پیرا ہو کر جناب زینت سلام اللہ علیھا سید الشہداء علیہ السلام کی شریک کہلائیں اسی طرح امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے مشن اسلام اور دین کی بقاء کے لئے جو طریقہ کار وضع کیا اس پر بھی جناب زینت سلام اللہ علیھا نے مکمل طور پر عمل کیا۔

سوال: محرم کے حوالے سے آپ امت مسلمہ کو کیا نصیحت فرمائیں گے کہ امت مسلمہ کس طرح امام حسین علیہ السلام کی اتباع کرے اور ان سے درس حاصل کرے؟

جواب: ہم سب پر واجب ہے کہ ہم انقلاب و قیام حسینی اور اس میں موجود تمام معانی و مفاہیم کو سمجھیں اور سب سے پہلے اپنے اندر اور پھر دوسروں میں موجود ظلم ، انحراف اور فساد کو ختم کرنے کے لئے قیام حسینی کو مشعلِ راہ اور نمونہ عمل قرار دیں۔

سوال: کیا جناب زینب سلام اللہ علیھا کا اپنے بھائی امام حسین علیہ السلام کے ساتھ سفر کرنا اور اتنی زیادہ قربانیاں دینا ایک بہن ہونے کی بناء پر تھا؟

جواب: جناب زینب سلام اللہ علیھا کا امام حسین علیہ السلام کے ساتھ مل کرنا اس عظیم انقلاب کو بھرپا کرنا اس بناء پر نہیں تھا کہ امام حسین علیہ السلام ان کے بھائی ہیں بلکہ یہ سب قربانیاں خدا کی محبت دین کی محبت کے جذبے اور شریعت کے قیام کی خاطر تھیں۔

سوال: کیا جناب علی اصغر علیہ السلام امام حسین علیہ السلام کے ساتھ دفن ہیں یا گنج شہداء میں؟

جواب: کسی معتبر روایت میں جناب علی اصغر علیہ السلام کے جائے دفن کی تعین نہیں ملتی البتہ ہمارے بعض اساتذہ کا عقیدہ تھا کہ جناب علی اصغر علیہ السلام کا ننھا لاشہ امام حسین علیہ السلام کے شکستہ سینے پر رکھا گیا تھا۔

سوال: کیا روایات میں جناب فاطمہ صغریٰ کا مدینہ میں رہنا مذکور ہے؟

جواب: بعض غیر معتبر روایات میں اس کا تذکرہ ملتا ہے لہٰذا س واقعہ کو مجلس میں پڑھنے والا مصدر اورکتاب کی طرف نسبت دینے ہوئے پڑھے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

سوال: جنابِ حضرت عباس علیہ السلام کو الگ دفن کرنے کا کیا فلسفہ ہے؟

جواب: جناب عباس علیہ السلام کو الگ دفن کرنے کے بارے میں بہت سارے اقوال ہیں

سماحۃ آیۃ اللہ العظمیٰ المرجع الدینی الکبیر الشیخ بشیر حسین النجفی دام ظلہ الوارف

لیکن صحیح یہ ہے کہ زخموں کی کثرت کی وجہ سے جناب عباس کا لاشہ اٹھانے کے قابل ہی نہ رہا تھا جس کے سبب لاش کو وہیں دفن کر دیا گیا۔

سوال: حضرت حر کو الگ دفن کرنے کا فلسفہ کیا ہے؟

جواب: حضرت حر کے بارے میں مشہور یہ ہے کہ ان کے رشتہ داروں نے یا ان کی والدہ نے لاشہ کو تارتار اور پامال ہونے سے بچانے کے لئے دور کر دیا تھا۔

سوال: شبیہ ذوالجناح کے اوپر موجود کپڑوں کے ساتھ جو پیسے باندھے جاتے ہیں یا وہ پیسے جو ذولجناح کے لئے دیے جاتے ہیں ان کا شرعی مصرف کیا ہے؟

جواب: ان کو امام حسین علیہ السلام کی مجالس اور امام حسین علیہ السلام کے مشن کے لئے صرف کیا جائے۔

لندن، فرانس اور امریکہ سے آئے ہوئے مؤمنین کی مرجع عالی قدر دام ظلہ سے ملاقات

لندن، فرانس اور امریکہ سے آئے ہوئے مؤمنین نے مرجع عالی قدر دام ظلہ سے ان کے مرکزی دفتر نجف اشرف میں ملاقات کی اس ملاقات کا مقصد مرجع عالی قدر دام ظلہ سے علمی استفادہ کرنا تھا۔ اس ملاقات میں مرجع عالی قدر دام ظلہ نے فرمایا کہ جو مؤمنین بیرونِ ملک رہتے ہیں وہ اپنے بچوں کی تربیت صحیح انداز کریں کیونکہ وہاں اسلامی ماحول موجود نہیں ہے لہٰذا آپ گھر کے ماحول کو اسلامی بنائیں اور عورتوں کو اس طرح حجاب کرنا چاہئے کہ جس طرح اگر جناب سیدہ فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا موجود ہوتیں تو وہ جس طرح حجاب کرتیں آپ بھی اس طرح حجاب کریں۔ مرجع عالی قدردام ظلہ نے اس بات پر بھی زور دیا کہ میرے فتوے کے مطابق چہرے کا چھپانا بھی واجب حجاب میں آتا ہے۔

انڈیا سے آئے ہوئے مؤمنین کی مرجع عالی قدر دام ظلہ سے ملاقات

انڈیا سے آئے ہوئے مؤمنین نے مرجع عالی قدر دام ظلہ سے ان کے مرکزی دفتر نجف اشرف میں ان سے ملاقات کی اس ملاقات کا مقصد مرجع عالی قدر دام ظلہ کی زیارت کرنا تھا اس ملاقات میں کچھ ڈاکٹر بھی تھے انہوں نے مرجع عالی قدر دام ظلہ سے سوال کیا کہ معاشرے میں ڈاکٹر کی کیا ذمہ داری ہے؟ تو مرجع عالی قدر دام ظلہ نے فرمایا کہ ڈاکٹر ہمیشہ دو باتوں کو ذہن میں رکھیں۔ ۱: مریض کو انسان سمجھیں یہ مریض بھی انسان ہے چاہے مسلمان ہو یا غیر مسلمان اور ۲: دوسری بات یہ ہے کہ اس پیشے کو وسیلہ روزی نہ بناؤ یعنی ایسا نہ ہو کہ آپ جان بوجھ کر ایسی کم پیشی کریں کہ وہ بار بار آتا رہے ہمیشہ اخلاق ایسا اپنائیں کہ اخلاق کے مرض کا درد ختم ہوجائے، حسن سلوک سے روح کا علاج کریں اور دواء سے مرض کا علاج کریں۔

مرجع عالی قدر دام ظلہ نے قافلے میں موجود زائرات سے فرمایا کہ آپ اپنے نفس کو بی بی فضہ علیہا السلام کی طرح پاک کریں تاکہ آپ کو خونِ مولا حسین علیہ السلام کی خوشبو آئے۔ مرجع عالی قدر دام ظلہ نے فرمایا کہ میرے استاد فرماتے تھے کہ جب میں ضریح کو سونگھتا ہوں تو مجھے امام حسین علیہ السلام کے خون کی خوشبو آتی ہے۔

صوبہ پنجاب سے آئے ہوئے مؤمنین کی مرجع عالی قدر دام ظلہ سے ملاقات

صوبہ پنجاب کے مختلف اضلاع سے آئے ہوئے مؤمنین نے مرجع عالی قدر دام ظلہ سے ان کے مرکزی دفتر نجف اشرف میں ان سے ملاقات کی اس ملاقات کا مقصد مرجع عالی قدر دام ظلہ سے علمی استفادہ کرنا تھا اس ملاقات میں ہاتھ میں پہنی جانے والی کڑی کے بارے میں جب مؤمنین نے سوال کیا تو مرجع عالی قدر دام ظلہ نے فرمایا کہ اگر کڑی کو اس نیت سے پہنا جائے کہ امام علیہ السلام نے پہننے کا حکم دیا ہے تو پھر یہ کڑی پہننا حرام ہے لیکن اگر اس نیت سے پہنی جائے کہ امام کی قید کو نہ بھولیں تو یہ باعث ثواب ہے ۔اس ملاقات میں مومنین نے مرجع عالی قدردام ظلہ سے پوچھاکہ بی بی زینب سلام اللہ علیھا کو عالمہ غیر معلّمہ کہنے سے کیا مراد ہے؟ تو مرجع عالی قدر دام ظلہ نے فرمایا کہ یہ جملہ روایت میں ہے کہ امام سجاد علیہ السلام نے بی بی زینت سلام اللہ علیھا سے فرمایا تھا کہ جب بی بیوں کو کربلا سے کوفہ لایا گیا تو حضرت زینب سلام اللہ علیھا نے اہلِ کوفہ کے سامنے خطبہ دیا تو تمام اہلِ کوفہ رونے لگے اور لوگ تبدیل ہونے لگے تو امام سجاد علیہ السلام نے خطرہ محسوس کیا کہ ابنِ زیاد یا بی بی زینب سلام اللہ علیھا کو شہید کر دے گا یا سب قیدیوں کو واپس مدینہ بھیج دیا جائے گا تو اس سے مولا کی شہادت کا پرچار ختم ہوجائے گا اور مقصد فوت ہوجائے گا تو امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اے پھوپھی اماں ! آپ عالمہ غیر معلّمہ ہیں آپ ان باتوں کو سمجھتی ہیں آپ کو سمجھانے کی ضرورت نہیں ہے اگر آپ نے خطبہ جاری رکھا تو دو کاموں میں سے ایک ہوجائے گا یا آپ کو شہید کر دیں گے یا سب کو واپس مدینہ بھیج دیں گے۔

صوبہ سندھ کے مختلف اضلاع سے آئے ہوئے مؤمنین کی مرجع عالی قدر دام ظلہ سے ملاقات

صوبہ سندھ کے مختلف اضلاع سے آئے ہوئے مؤمنین نے مرجع عالی قدر دام ظلہ سے ان کے مرکزی دفتر نجف اشرف میں ملاقات کی اس ملاقات کا مقصد مرجع عالی قدر دام ظلہ کی زیارت کرنا تھا ۔ اس ملاقات میں خودکشی کرنے والوں کے بارے میں مؤمنین نے سوال کیا کہ مرنے کے بعد اس کے لئے اگر نیک اعمال کئے جائیں تو کیا یہ اس کو فائدہ دیں گے ؟ تو مرجع عالی قدر دام ظلہ نے فرمایا کہ نیکیاں اس کو ضرور فائدہ دیں گی ، مرجع عالی قدر دام ظلہ نے اس بات کی بھی وضاحت فرمائی کہ خودکشی کرنے والے دماغی طور پر کمزور ہوتے ہیں ۔ اس ملاقات میں مرجع عالی قدر دام ظلہ نے اس نقطہ کو بھی بیان فرمایا کہ جس نے اپنی جان مولا حسین علیہ السلام کے لئے قربان کی تو اہلبیت علیھم السلام محشر کے دن اس کو دیکھ کر مسکرائیں گے اور معصوم کی مسکراہٹ جنت سے زیادہ قیمتی ہے چونکہ اس سے خدا کی رضا حاصل ہوتی ہے اور خدا کی رضا جنت سے زیادہ عزیز ہے ۔ جیسا کہ مولا علی علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے جنت میں بیٹھنے سے زیادہ مسجد میں بیٹھنا زیادہ عزیز ہے چونکہ مسجد میں بیٹھنے سے میرا خدا خوش ہوتا ہے اور جبکہ جنت میں بیٹھنے سے میرا نفس۔

لبیک یا حسین

سالانہ ممبر شب ۳۰۰ روپے

مرکزی ایڈریس:

امیر المؤمنین علیہ السلام ٹرسٹ ، صدر مقام باٹا پور،نزد گیٹ نمبر 2،باٹا فیکٹری لاہور پاکستان